سرگزشتِ

حکیم نباتات

مشمولۂ

امتحان درجۂ منشی پنجاب یونیورسٹی لاہور

بہ تصحیح و حلّ لغات و ترجمہ

ابوالمحاسن متینؔ حیدرآبادی

ناشر

غلام دستگیر تاجر کتب چار کمان حیدرآباد

مطبوعہ

مطبع دستگیری واقع محلہ چیلہ پورہ حیدرآباد دکن

سنہ ۱۹۲۱ء

قیمت ([illegible]) تعداد (۱۰۰۰)

With the best compliments of the author & publisher

A FIRST BOOK OF PRACTICAL GEOMETRY

BY

R. V. RAMANAN, B.A., L.T.

GULAM DASTAGIR,
Bookseller & Publisher,
CHARKAMAN, *Hyderabad-Dn.*

 [One Rupee.

سرگزشت

حکیمِ نباتات

نگاشتۂ

میرزا فتح علی خاں اخوندزادہ

بہ تصحیح و حل لغات و ترجمہ

ابو المحاسن محمد محسن خاں متینؔ

ناشر

غلام دستگیر تاجر کتب چار کمان حیدرآباد دکن

مطبوعہ

مطبع دستگیری حیدرآباد دکن

دیباچہ

قبل اس کے کہ میں کتاب حکیم نباتات کا ترجمہ اور اس کی ضرورت کے متعلق کچھ عرض کروں یہ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کتاب کا اصلی مصنف کون تھا اور اس کی وجہ تصنیف کیا ہے۔ حکیم نباتات کا مصنف میرزا فتح علی خاں اخوندزادہ ہے یہ شخص صوبہ قفقاز شہر تفلس کا باشندہ اور نسلاً تاتاری تھا مگر اس کے آباواجداد کا اصلی مسکن صوبہ آذربائیجان کا ایک ضلع گنجے ولایت قراجہ داغ تھا اس کا باپ ایک زمانہ میں دربند میں معلمی کی خدمت کو انجام دیتا تھا اسی نسبت سے اُس کو اخوندزادہ کہتے تھے اور بلحاظ اس کے کہ وہ ایک روسی علاقہ کا باشندہ تھا روسی فوج میں اُس کو مامور ہونا پڑا۔ جہاں اُس نے اپنی قابلیت کی بناء پر ترقی کر کے کپتان (قابودان) کے عہدہ تک پہنچ گیا وہ متداول علوم وفنون میں کمال دستگاہ رکھتا تھا

صوبہ قفقاز کے روسی قبضہ و اقتدار میں چلے جانے کے بعد کا واقعہ ہے کہ روسی حکومت نے اس صوبہ میں کچھ ضروری اصلاحات جاری کیں چنانچہ شہر تفلیس کی تمدنی حالت کو ترقی دینا بھی حکومت کا مطمح نظر تھا۔ اسی ضرورت کے تحت وہاں کے روسی گورنر یم وارنسوف نے ایک بزم تمثیل قائم کی جس نے یورپی زبانوں کے ڈرامے شائقین کے روبرو پیش کر کے تھوڑی ہی مدت میں خراج تحسین حاصل کرلیا۔

میرزا فتح علی خاں اخوندزادہ اِن ڈراموں کی نمایاں کامیابی سے متاثر ہوا چونکہ اُس کو اپنی قوم کے نقائص اور ان کی اصلاح کی جانب بہت خیال رہتا تھا اس لیے اُس نے آذری ترکی میں چھ ڈرامے اور ایک تاریخی قصہ تصنیف کیا اور پھر ان کو ایک کتابی صورت میں شہر تفلس ہی میں تمثیلات قابودان میرزا فتح علی اخوندزادہ کے نام سے شایع کیا اور ان کو اپنے افسر اعلیٰ جنرل ”بریاجسی“ کے نام پر معنون کردیا۔

حسن اتفاق سے اُسی زمانہ کا ذکر ہے کہ جلال الدین میرزا فرزند فتح علی شاہ قاچار نے

"نامہ خسرواں" کی ایک جلد میرزا فتح علی کے پاس بطور تحفہ روانہ کی جس کے عوض میں میرزا نے اپنی تمثیلات
کی ایک جلد شہزادہ کی خدمت میں روانہ کی اور سرورق پر یہ تحریر کیا کہ اگر ان کا ترجمہ بھی فارسی زبان
میں ہو جائے تو فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

شاہزادہ کی پیشی کے ایک منشی میرزا جعفر قراجہ داغی نے شاہزادہ کے کتب خانہ سے ان
تمثیلات کو حاصل کر کے ترجمہ کرنا شروع کر دیا۔ پہلے پہل ابراہیم لنکران کا ترجمہ شاہزادہ کے
ملاحظہ میں پیش کیا شاہزادہ نے اس کو بہت پسند فرمایا اور بقیہ حصوں کے ترجمہ کی تکمیل کے لیے
اس سے فرمایش کی چنانچہ میرزا جعفر نے ۷ جمادی الثانی ۱۲۸۹ھ کو حکیم نباتات کا ترجمہ
مکمل کر لیا۔ یہ ڈرامے ہنوز شایع نہ ہوئے تھے کہ شاہزادہ نے انتقال فرمایا اور اس طرح میرزا جعفر کی
ملازمت کا سلسلہ منقطع ہو گیا اس دوران تعطل میں بیچارے میرزا کو سخت پریشانیوں سے دوچار
ہونا پڑا۔ نیز حالات کی نامساعدت کے باعث یہاں سے کوچ کر کے آخر اُس نے تفلیس میں
قیام کیا۔ بیوی کا انتقال ہو گیا تھا اُس کے ایک چاہیتی لڑکی تھی۔ سرد مہری دوران سے تنگ
آکر اُس نے عزلت گزینی اختیار کر لی اور اسی حالت میں ۱۸۹۶ء میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

حکیم نباتات کی زبان کا انداز وہی ہے جو دور قاچاری کے آخر تک بھی رائج تھا۔

چونکہ یہ ڈرامہ عرصہ سے امتحان منشی کے طلبا کے نصاب میں شریک ہے اس لیے اس کے متعدد
ترجمے بھی ہوئے چنانچہ اس کا سب سے پہلا ترجمہ ۳۰ دسمبر ۱۹۲۶ء کو طغرا رامپوری کے قلم سے
شایع ہو چکا ہے۔ اور حال میں حیدرآباد میں امیدواران امتحان منشی کے استفادہ کے لیے ایک
اور صاحب نے بھی اس کا ترجمہ شایع کیا ہے چونکہ ترجمہ میں شگفتگی کا شروع سے آخر تک فقدان تھا
اس لیے ناچیز مترجم نے پچھلے ترجموں کی خامیوں سے طلباء کو محفوظ رکھنے کے خیال سے از سر نو
ترجمہ کیا امید کہ شرقی علوم کی درس گاہوں میں یہ ترجمہ بہت جلد مقبولیت حاصل کرے گا۔

متین حیدرآبادی

افرادِ اہلِ مجالس

موسی ژوردان پاریسی۔ حکیم نباتات چہل سالہ

حاتم خان آقا تکلہ مغانی۔ قراباغی بزرگ اوبہ خود شصت وپنجسالہ

شرف نساء خانم۔ دختر بزرگِ اوشانزدہ سالہ

گلچہرہ۔ دختر کوچک وے نہ سالہ

شہربانو خانم۔ زنش چہل وپنجسالہ

شہباز بیگ۔ برادر زادہ و نامزد دختر بزرگ حاتم خان آقا۔ بیست و دو سالہ

خان پری۔ دایۂ شرف نساء خانم چہل سالہ

درویش مست علی شاہ عراقی۔ مشہور بجادوگر پنجاہ سالہ

غلام علی عراقی۔ شاگرد اوسی سالہ

مجلس اوّل

در ولایت قراباغ در سال هزار و دویست و شصت و سه یک روز از عید نوروز گذشته در قشلاق تکله مغان واقع می شود۔

(شرف نساء خانم در اطاق دومی آهسته گریان کُنان پشم شانه میزند-
گلچهره پیش روی او بازی می کند)

گلچهره - آغا باجی! چرا گریه میکنی؟

شرف نساء خانم (دست او را گرفته تکان داده) گم شو!

گلچهره (باز شیطانی کرده دست بطرفِ او دراز میکند) آغا باجی! ترا بخدا! چرا گریه میکنی؟

شرف نساء خانم (باز زیر دستش زده) گفتم گم شوید کار دستم است بگُذار کارم را بکنم۔

گلچهره - تو که کار نمی کنی- همه اش را گریه میکنی بگو ببینم برای چه گریه میکنی؟ اگر میروم ننم را صدا میکنم- وه بگو ببینم چرا گریه میکنی (چارقدش را از سرش می کشد)

شرف نساء خانم (دل تنگ سخت تکانش می دهد) گم شو لکاته! دست نمی کشد نمی گزارد کارم را بکنم

(گلچهره می افتد بعد بلند می شود گریه کنان میدود پیش مادرش)

شرف نساء خانم (تنها) اَخ لکاته! حالا میرود بمادرم خبر میدهد خدایا

افرادِ اہلِ مجالس

موسی ژوردان پاریسی۔ حکیم نباتات چہل سالہ

حاتم خان آقا تکلہ مغانی۔ قراباغی بزرگ او بہ خود شصت و پنجسالہ

شرف نساء خانم۔ دختر بزرگِ او شانزدہ سالہ

گلچہرہ۔ دختر کوچک وے نہ سالہ

شہربانو خانم۔ زنش چہل و پنجسالہ

شہباز بیگ۔ برادر زادہ و نامزد دختر بزرگ حاتم خان آقا۔ بیست و دو سالہ

خان پری۔ دایۂ شرف نشاء خانم چہل سالہ

درویش مست علی شاہ عراقی۔ مشہور بجادوگری پنجاہ سالہ

غلام علی عراقی۔ شاگرد او سی سالہ

مجلسِ اوّل

در ولایت قراباغ در سال ہزار و دولیست و شصت و سه یک روز
از عید نوروز گذشته در قشلاق تکله مغان واقع می شود۔
(شرف نساء خانم در اطاق دوئمی آہسته گریان کنان پشم شانه میزند۔
گلچہرہ پیش روی او بازی می کند)
گلچہرہ۔ آغا باجی! چرا گریه میکنی؟
شرف نساء خانم (دست او را گرفته تکان داده) گم شو!
گلچہرہ (بار شیطانی کرده دست بطرفِ او دراز میکند) آغا باجی! ترا بخدا!
چرا گریه میکنی؟
شرف نساء خانم (باز زیر دستنش زده) گفتم گم شوید کار دستم است
بگذار کارم را بکنم۔
گلچہرہ۔ تو که کار نمی کنی۔ ہمه اش را گریه میکنی بگو ببنیم برائی چه گریه میکنی؟ اگر نگفتی
میروم نخم را صدا میکنم۔ ده بگو ببنیم چرا گریه میکنی (چار قدش را از سرش
می کشد)
شرف نساء خانم (دل تنگ سخت تکانش می دہد) گم شو لکاته! دست
دست نمی کشد نمی گزارد کارم را بکنم
(گلچہرہ می افتد بعد بلند می شود گریه کنان میدود پیش مادرش)
شرف نساء خانم (تنہا) اخ لکاته! حالا میرود بمادرم خبر میدہد خدایا

اگر بباباید بپرسد- چرا گریه میکردی ؟ چه خواهم گفت هرگز نمی توانم بگویم برای
چه گریه میکردم بهترش این ست حاشا بکنم گویم که هیچ گریه نمیکردم-
(چشمهایش را با دستمال پاک میکند- درین حال در باز شده شهربانو خانم
داخل می شود)

شهربانو خانم- دختر این بچه را چرا تکان داده انداخته ؟

شرف نساء خانم- بچه زیر گل برود! مگر آرام میگیرد ؟ از صبح تا بحال نگذاشته
دو چنگ پشم شانه بزنم شیطانی میکند گاه پشم برمیدارد گاهی چار قدم
را میکشد من هم بجان آمدم یکخورده دورش انداختم- گریه کنان و دیده سر تو
آمده است خون که نشده است ؟

گلچهره (گریه کنان دستهایش را چشمهایش میمالد) نه نه! والله دروغ میگوید
هیچ پشم نمیزد همی گریه میکرد- گفتم گریه مکن- تکانم داده انداخت- پشتم
بزمین خورد-

شهربانو خانم- شرف نساء! گریه کردن چه چیز است ؟ بتو چه شده است
گریه بکنی ؟ الحمدلله پدرت زنده- مادرت زنده نامزد قشنگ و خوب
پیش روت، خوردنی زیاد- پوشیدنی فراوان ناخوشیت چه چیز است
دیگر گریه بکنی ؟

شرف نساء خانم- نه نه بخدا! گریه نمیکردم (یک نشکان از چهره میگیرد)
ای زمین خورده! من کی گریه میکردم ؟ گلچهره از تو نیم دای را از سر میگیرد)
بعد از ان بازی)

شرف نساء خانم- نه نه! بخدا اگر یه نمی کردم- الحمدلله! پدرم زنده- مادرم
زنده برای چه دیگر گریه بکنم ؟

شهربانوخانم (خنده کنان) چرا نگفتی دختر جان - نامزدم پیش روم ؟
شرف النساء خانم - نامزدم کیست
شهربانوخانم - چه طور نامزدم کیست ؟ مگر پسر عموت شهبازه بیگ نامزد تو
نیست ؟ پدرت بیست روز بعد ازین بیاری خدا عروسی برای شما خواهد
کرد که در تمام قراباغ تعریفش را بکنند - به پدر قربان بیگ رزدانی
کاغذ می نوشت از چنگیان شماخی وعده گرفته برای عروسی روانه کند -
شرف النساء خانم (میان انگشت شست وانگشت بزرگ لب زیرینیا
را گرفته سرش را بلند کرده) داه ننم ؛ چه حرفها میزند شهبازه بیگ ؟ ده روز
بعد ازینجا میرود نمیدانم بابام تدارک عروسی را برای که می بیند ؟
شهربانوخانم (متعجب) شهباز میرود ؟ کجا میرود ؟ همراه که میرود چه میگوئی ؟
ترا بخدا ! اینش خود حرف مساز ! حالا فهمیدم که راستی گریه میکردهٔ راست است
دختر بچه ها بی عقل می شوند - دو اشک چشمان توی آستین شان است
بگو ببینم که گفته است شهباز می رود ؟
شرف النساء خانم (سرش را پائیں انداخته) خودش -
شهربانوخانم - خوب کجا میرود ؟
شرف النساء خانم - چه میدانم ؟ بفرنگ - بپاریس خدا نیست ونابود شان کند
انشاء الله زبانم هم برنمیگردد -
شهربانوخانم - خوب ! شهبازه همراه که بپاریس میرود ؟
شرف النساء خانم - با مهمانان موسی ژوردان -
شهربانوخانم - با آن فرنگی خس وخاشاک درچین خودمان ؟ برای چه ؟
درفرنگ چه داد وستد دارد ؟ مرده شور پاریس مرده است ؟

شرف نساء خانم۔ چه میدانم؟ بچهٔ جاهل است۔ ....

موسی ژوردان عقلش را دزدیده که در پاریس دختران و عروسان روباز در مجالس نشست و برخاست میکنند چیزهای دیگر هم بسیار گفته است۔ آن هم جنون بسرش زده دیوانه شده۔ بگوید۔ باید یک دفعه بروم پاریس را ببینم اوّل از عموم رخصت می خواهم۔ اگر نگذارد شب سوار می شوم میجهم آن سمتِ ارس۔ موسی ژوردان را پیدا کرده ما هم رفته۔ تماشائ پاریس را خواهم کرد۔

شهربانو خانم (جورابی که دستش می بافت انداخته رو بدختر کوچک می نماید) دختر گلچهره! برد شهباز را از ان اطاق صدا کن بیاید! ببینم این چه حرفی است (گلچهره می رود) گفتم به حاتم آغا! مرد! عروسئ این بچه ها را زود تر انجام بده! خلاص کن! من از شهباز میترسم۔ روزی هزار خیال میکند۔ نشنید پشتِ گوش انداخت۔ آخر اینچو شد!

(درین حال در باز شده شهباز بیگ اندرون می آید)

شهباز بیگ۔ زنِ عمّو۔ خیر باشد! چه خبر است؟

شهربانو خانم (روئ درهم کشیده) شهباز! اینچو می شنوم۔ بفرنگ بپاریس میروی این چه حرف است۔

شهباز بیگ (نیمخند) اگر بروم چه می شود زن عمّو؟ میروم باز میگردم برائ شرف نسا هم از کجکهائ که دختران فرنگ بسرشان می زنند۔ سوغات می آورم۔

شرف نساء خانم۔ کجکهائ که دختران فرنگ سر میکنند برائ من لازم نیست پاریس که رفتی بگذر سر آنها بکن که از قراباغ بعشق آنها هوا برداشته پرواز میکنی؟

شہر بانو خانم ۔ خوب میگوید ۔ بجگهائی که میخری سردختران فرنگ بزن ! الشرف نساء لازم نیست ۔ خوب ! بگو به بنیم تو " سرخودی " یا جائی پدرت ۔ بزرگی داری ؟

شہباز بیگ ۔ البته ! از عموم اذن بگیرم که نمیروم موسی ژوردان خودش از اورخصتم راخواہد گرفت ۔

شہر بانو خانم (خشمناک) بسیار خوب ! تو از راه دررفته ، خودت راگم کرده برو ! من در این ساعت حاتم خان آقا را صدا میکنم ۔ به بنیم موسی ژوردان چکاره است ۔ برادرزادۀ او را فریفته پاریس میبرد والله ! کاری بسرش می آرم راه آمد وشدش را گم کرده پاریس را ہم فراموش کند ۔ بسیار خوب ! تو برو ! من حالا حاتم خان آقا را صدا کنم ۔ به بنیم بست روز بعروسی تو مانده چه طور بپاریس میروی ۔

شہباز بیگ ۔ چه طور بیست روز بعروسی من مانده است ؟ من ہنوز طفلم ۔ بنخواہش خود باین زودی زن نخواہم برد وعروسی نخواہم کرد ۔ مگر زور باشد ۔

شہر بانو خانم (فریادکنان) بلی که زور است ۔ البته ! اگر شرف نساء بچه نمی شد دوسال بیش ازین می بایست عروسی تو شده باشد مثل شما جوانان جاہل از زن بودن ہمه براه بد می افتند ، وزدی ودلگی می روند ۔

شہباز بیگ ۔ آدم از گرسنگی و برہنگی بی دزدی وادلگی میرود الحمدالله من کم وکسری ندارم ۔

شہر بانو خانم (برشیخند) به بینی کدام گدا ہا دزد شدند راه زدند ترا بخدا !

بعقلت ننازد! بر دیئ کارت! تو بکلّی از راه در رفته (شهباز سرش را پائین انداخته میرود) مگر حاتم خان آقا و شهر بانو خانم مُرده اند که یک مرد که فرنگی شهباز را از راه در برود پاریس ببرد؟

دختر شرف نساء فراموش کردم. بگو ببینم آن خس و خاشاک در چین شهباز را بچه زبان ها نابیده. بپاریس می برد؟

شرف النساء خانم - چه میدانم چه گفته است! گفته است در پاریس دختران وعروسان خوش گلِ در مجالس میان مردم رو باز میروند.

شهر بانو خانم - دیگر چه حرف زده.

شرف النساء خانم - من چه میدانم گفته است! پسر ها با دختر ها و عروس ها در یکجا بازی میکنند. میگویند می خندد.

شهر بانو خانم (دل تنگ) واه! این که همان حرف اوّلی است غیر ازین چه حرف زده است؟

شرف النساء خانم - حرفِ دیگر خیلی زد - آن ها خاطرم نماند هم این یکی خاطرم مانده بود - من چه میدانم؟

شهر بانو خانم (خشم ناک) الله اکبر! دختر! آخر من چه طور بحاتم خان آقا بگویم که پسرِ برادرت شهباز بیگ در قراباغ جائی خود نشسته یا سوزِ دختران پاریس شده با نفاق موسی ژوردان میرود دختر شانزده ساله است. شرف نساء خانم ازین جا با آن جا بدختران و عروسان پاریس - حسد بُرده هنوز نه کسی میرود نه کسی میآید. اشکِ چشمش را مثلِ سیل جاری کرده عزا گرفته است.

شرف النساء خانم (از جا برخاسته) واه خدا خاک بسرم! زنکه چه حرف ها

میزند زمین زیر پایم لرزید - برخیزم فرار کنم (زود از اطاق بیرون آمده می رود) -

شهربانو خانم (رو بدختر کوچک کرده) گلچهره! بابات پشت خانه باچه پاتان حرف میزند - برو بگو زود اینجا بیاید! کار واجبی هست (گلچهره میدود) این فرنگیها چه قدر مردمان ناشکر و نمک نشناس می شوند - هیچ نیکی نمی فهمند من بی عقل! بانه هر روز غذائی سر نهار موسی ژوردان کره باید باشد - سر شیر باید باشد - سر شام پلو (پلاؤ) باید باشد ولایت خودش که میرود بگوید - زنان ایلات قراباغ بیمعرفت می شود - حرمت مهمانرا نمی توانند بجا بیاورند - وه بیا بعد ازین بمردم خوبی کن تمام خوبیهام بباد رفت -

(درین حال در باز شده حاتم خان آقا داخل می شود)

حاتم خان آقا - خیر باشد خانم! چه شده است که مرا اینجو بتعجیل خواسته؟

شهربانو خانم (ترش رو) چه میخواستی بشود؟ بیا ببین آن خس وخاشاک درچین بخورد و بخواب مهمان عزیزت میگویند - برادر زاده ترا از راه در برده همراه خود بپاریس می برد -

حاتم خان آقا - چه طور موسی ژوردان شهباز را بپاریس می برد؟ که میگفت؟

شهربانو بیگم - من میگویم - شهباز خودش بشرف نساء گفته است -

حاتم خان آقا (با قهقهه غیر طبعی) خاخا خاخا! شهباز میداند که دل دختر نازک است - باو شوخی کرده - یقین که شرف نساء هم ازین حرفها پریشان است خاخاخاخا! مادر دختر دو تا پول عقل ندارید - بهر حرف مفت از جا در میرود -

شہر بانو خانم (فریاد کنان) تو ہمیشہ ہمہ چیز را سہل می پنداری بچہ حالا ست شاید آن فرنگی پارہ حرفہا زدہ عقلش را دزدیدہ باشد۔ خون نمی شود! مردی ہر دو تا را صدا کُنی پُرسی بہ بینی کہ این چہ حرفی است۔

حاتم خان آقا۔ خیلی خوب! ضعیفہ! برائی خدا داد نکُن! آلان صدا میکنم پیش خود رفتہ۔ جویا می شوم۔ حوصلہ ات تنگ نشود!

پردہ می افتد

مجلسِ دویم

(در ہمان روز در اطاقِ اوّلی واقع می شود۔ اطاق با گلیم و غالی پاکیزہ فرش شدہ از یک طرف جوالہائی آرد چیدہ و در طرف دیگر خیگہای روغن و مفرشہائی پشم گزاشتہ۔ حاتم خان آقا در صدر اطاق روئی فرش نشستہ زنش شہر بانو خانم پہلوئی راست شوہرش لیشماق بستہ چارقد سفید بسر انداختہ یک زانو نشستہ است و در مقابلِ حاتم خان آقا پسر برادرش شہباز بیگ تکیہ بدستۂ خنجر نمودہ منتظر است بہ بیند عموش چہ خواہد گفت و در روئی یکی از مفرشہا کہ پشم دارد و یک غالیچہ انداختہ شدہ است پہلوئی راست شہباز بیگ گزاردہ اندیہ موسی ژوردان در لباس فرنگی پا روئی پا انداختہ سر برہنہ سیگاری دست گرفتہ سوزانیدہ میکشد۔ دختر بزرگش شرف نساء پیش از ینہا خلوتی آمدہ رفتہ در پشتِ گلیم گردک کہ در جلو بارہا آویزان است کمین کردہ تا بہ بیند چہ گفتگو خواہند کرد درین حال۔)

حاتم خان آقا (رو بموسی ژوردان کرده) حکیم صاحب! شنیده ام شهباز ما را بفرنگستان می برید- چه کیفیتی است؟

موسی ژوردان- بلی حاتم خان آقا! خودم می خواستم این را بشما بگویم- حیف است مثل شهباز بیگ جوان زیرک و صاحب سواد زبان فرنگ نداند- من تعهد می کنم او را پاریس برده زبان فرنگی یاد داده راهش می اندازم- چونکه بآن زبان خیلی شوق دارد زود یاد می گیرد حال از مجالست و همنشینیٔ من پارهٔ کلمات را حفظ کرده است-

حاتم خان آقا (رو بشهباز بیگ میکند) شهباز بیگ! راست است میخواهی پاریس بردی؟

شهباز بیگ- بلی عمو! باذن شما با موسی ژوردان می روم پس از آن خودم بر میگردم می آیم-

حاتم خان آقا- برای چه بچم-

شهباز بیگ- برائے آموختن زبانِ فرنگ عمو!

حاتم خان آقا- زبان فرنگی بچه دردِ تو می خورد؟ عزیزم! برائے شما زبانهائے عرب و فارس و ترک و روس لازم است- الحمدللہ درمدرسهائی که از شفقت دولت علیهٔ خود مان باز شده است- همه را خوانده و آموخته

شهباز بیگ- عموّ! زبان فرنگ بمن بسیار لازم است- پارسال که مرا بجهة اذن نهر کندن بتفلیس فرستادید تا روردی بیگ پسر اللہ وردی بیگ برائے این که در درشو زبانِ فرنگ آموخته بود در مجالس از من زیاده تر احترامش می کردند با وجود این که غیر از فرنگی و ترکی زبانِ دیگر نمی دانست-

حاتم خان آقا - فرزند! تو هنوز بچه این ها همه حرف مفت است - از برائ انسان عقل لازم است - برائ یک زبان زیاد تر دانستن - عقل بیشتر نمی شود - آدم باید - بهر زبانی که دارد فی الجمله فهیم و از رسوم و عادات اہل زمانه مطلع باشد کار خودش را پیش ببرد -

شهباز بیگ - یکی از اہل زمانه هم مردمان پاریس است بحرف خود شما رسوم آنها را نیز باید دانست -

حاتم خان آقا - چه عیب دارد ؟ میل داری رسوم آنها را هم یاد بگیر!

شهباز بیگ - درین صورت اگر پاریس نروم رسوم آنها را چه طور بگیرم -

حاتم خان آقا - خیلی آسان است - چنانچه من خودم غیر از قراباغ جائی نرفته ام - محض دیدن موسی ژوردان و شنیدن اختلاطهائی او همه رسوم آنها را بلدم -

شهباز بیگ - قبول نه دارم عمو! شما چه طور از رسوم اہل پاریس خبر دارید ؟

حاتم خان آقا - (دریک ساعت من بشما حالی میکنم بچم - برائ من یقین حاصل شده هر رسمی که ما داریم رفتار اہل پاریس برخلاف آنست مثلاً ما دستمار را خامی بندیم - فرنگیها نمی بندند - ما سر ما نرا می تراشیم آنها نمی تراشند ما با کلاه می نشنیم - آنها سر برهنه می نشینند - ما کفش پا میکنیم ایشان چکمه - ما با دست غذا می خوریم - آنان با قاشق - اینجا آشکار پیش کش می گیریم - آنجا پنهان می گیرند - ما ها بهمه چیز باور میکنیم آنها بهیچ چیز معتقد نمی شوند - زنان ما لباس کوتاه می پوشند زنان آنها بلند تر می پوشند - میان ما زن زیاد گرفتن عادت

است در پاریس شوهر زیاد کردن۔

شهباز بیگ۔ عمو! این را حالی نشدم۔

حاتم خان آقا۔ چرا حالی نشدی؟ فرزند! بسیار زن بردن عبارت از آن است که یک مرد بیک زن اکتفا نکند و بسیار شوهر کردن هم عبارت است از آن که یک زن بیک مرد اکتفا نکند۔ عبارت اولی میان ما هست۔ دویمی در پاریس است بنا بر کتاب هائیکه موسی ژوردان این زمستان دراز مضمون آنها را متصل برائی ما حکایات میکرد۔ باقی چیزها را ازین دو فرض کن! از نیت بی فائده پاریس رفتن بیفت!

موسی ژوردان (ریشخند کنان) خا خا خا! حاتم خان آقا! تعجب میکنم مثل شما مرد کهن سال مطلع از قواعد منطقیه با این همه عقل و فراست چرا تا این زمان در یکی ازین مشورت خانها بسلک ارکان مشورت داخل نشده اید۔ اگرچه با قاعدهٔ که شما تقریر میکنید ایراد نمی توانم بگیرم لیکن اگر رخصت میدهید من هم میخواهم چند کلمهٔ عرض کنم۔

حاتم خان آقا۔ بفرمائید حکیم صاحب! شما هرچه بگوید خوش است۔

موسی ژوردان (با وقار) حاتم خان آقا! قصد من این بود که شهباز بیگ را پاریس برده اولاً خودم متوجه تربیت او شده زبان علوم فرنگ بقدر مقدور بوی تعلیم کنم۔ ثانیاً اورا بدولت خودمان شناسانیده در عوض نیکی و زحمتهائیکه اینجا در حق من کشیده اید از دولت بخششی گرفته باز بگردانم زیرا که من از علماء و حکمائی دار العلم تحت حمایت که خاصهٔ دولت و از مقربان و معتمدان اعلیحضرتم۔ الآن چون از تقریر شما مشخص شد۔ که منکر فواید سفر اید بنا بر آن بر من لازم می شود که

فواید سفر را موافق واقع با مثل بشما حالی کنم۔ اگر مثلاً من بقراباغ نمی آمدم (دستش را بجیب خود دراز کرده دفتری در آورده باز نموده چند تا علفی که باسلیقه چیده شده بود نشان می دهد) اگر من بقراباغ نمی آمدم که میدانست در ییلاقهای قراباغ این علفها موجود است؟ بیشتر ازین اطبا و حکمائی! جناب لینه و تورنفورت و باره ترام چنین گمان کرده اند که این نباتات همین در کوه های آلپ و در امریکه و افریقه و کوه های شوی سار یا می باشد۔ امّا حال من بسبب آمدن اینجا بدار العلم پاریس اثبات خواهم کرد که حکمائی مذکور بالکلّیه سهو کرده اند۔ این نباتات در کوه های قراباغ بکثرت موجوده است و ماهیّت این نباتات را تحقیق و خواصش را بتجربه مشخص کرده درین خصوص بجهته استحضار اطبّا تصنیف جدید در عالم مشهور خواهم نمود مثلاً این علف که می بینید بزبان لاتین اسمش (بادست بسوی علفی اشاره کرده) آقا نتر س است بتجربۂ من بدرد دل بسیار فائده دارد۔ جناب لینه این را در درجۂ سیّم فرض میکند و جناب تورنفورت درجه چهارم فرض می کند امّا من در درجۂ دویم فرض خواهم کرد و اسم این علف بلاتین سرا تتر دم آلپینم است در دِ چشم را نهایت منفعت دارد۔ جناب لینه در درجۂ هفتم فرض می کند و جناب تورنفورت در درجۂ ششم۔ امّا من در درجۂ دهم فرض خواهم کرد۔ اسم این گیاه بلاتینی کاملینا آفرنکیا است به علاج دردِ دندان منحصر است باین۔ جناب لینه در درجۂ پنجم و جناب تورنفورت در درجۂ سیّم فرض می کند۔ ولی من در درجه هشت فرض خواهم کرد۔ اسمِ این علف بلاتینی اقوام براتوم است تا این

زبان در یورپ یا هرگز مشهور نبود - از نباتات امریکه میدانند - حال من خیلی مسرورم که آنرا در کوه های قراباغ جسته ام که برای سرما خورده در نهایت نافع است - جناب لینہ در درجۂ ششم و جناب تورنفورت در درجۂ پنجم فرض میکند - امّا من در درجۂ چهارم فرض خواهم کرد - و ماهیت و خواص همه نباتاتیکه پیدا کرده ام این قرار نوشته بعالم معلوم خواهم نمود و اسم و رسم من ازین جهت از اسم و رسم "غورغ قلی فورد حامیٔ جناب لینہ انفع و اجل بوده خدمت نمایانم برای علوم از خدمت مجمع علمائی ژرمانیا که در تجسس و پیدا کردن ناخوشئ کارتوفل (سیبِ زمینی) بوطن خود بایشان نمودند اعلی و افضل خواهد شد -

حاتم خان آقا - حکیم صاحب! و الله! هیچ نه فهمیدم چه گفتی - قیلی فورد کیست لینہ کدامست ؟ تورنفورت چه کسی است ؟ چرا آنها زحمتِ کشیده الجلف درجه قرار داده اند ؟ ژرمانی چیست ؟ کارتوفل که بود ؟ چرا مریض شده و چه بزرگ شخصی بوده است که وطن باین مرتبه باعتدال مزاج و طول عمر او طالب است ؟ (اهل مجلس کمی سکوت کرده موسی ژوردان خندیده) حکیم صاحب! گویا شهبازه را هم میخواهید ببرید - ازین معمه یاد بیاموزید ؟

موسی ژوردان - حاتم خان آقا! ببخشید! راست میفرمائید الحال فهمیدم که برای شما چه قسم مثل باید آورد - مثلاً یک ماه بیش ازین از جای دور دست قراباغ آدم خوش بختی که اشمس را فراموش کرده ام زیر پایش اسب گیلانی آمده مهمان شما شد - اگر بقراباغ نمی آمد

این قدر دولت را از کجا بدست می آورد؟

حاتم خان آقا - حکیم صاحب! به ببین این حرف چه قدر آشکار است! راست می فرمائید. اگر او بقراباغ نمی آمد هرگز بآن دولت نمی رسید.

شهباز بیگ - عموجان! قربان سرت! هیچوکه هر دو بیفائده سفر اقرار آورده اید اگر خوش بختی مرا می خواهید مرخصم بفرمائید باموسی ژوردان بردم. هرگز هیچو فرصتی بدست نمی افتد.

حاتم خان آقا (قدری فکر کرده) شهباز تا کی می تواند. پاریس برود برگردد حکیم صاحب؟

موسی ژوردان - رفتن و برگشتنش یک سال زیاده تر نمی کشد - چون فائده که از رفتن او منظور است. عمده آموختن زبان فرنگستان کمتر از یک سال بماند بالکلیه دست نمی دهد.

حاتم خان آقا (رو بزنش کرده) ضعیفه! دیگر چه بکنیم؟ بگذار برود! کلاهت را بگردانی سال می آید - میگذرد جوانش دلش میخواهد برود پاریس را ببیند حکیم صاحب مرد خوبی است. در حضور او کسب معرفت می کند نیک و بد را می بیند از دولت بخشش می گیرد - سر سال در قراباغ حاضر می شود. باهم مشغول تدارک عروسی او می شویم وقتی که آمد انجام می دهیم.

شهربانو خانم (داد و فریاد کنان از جا برخاسته) مرد! خیالت کجاست؟ چه می گوئی نه پاریس رفتن او را می خواهیم نه کسب معرفت کردنش را ونه از دولت فرنگ بخشش گرفتنش را. اینها همه بهانه است. شهباز می خواهد پاریس برود با دختران

وعروسانیکه در انجمن ها میان مردم رو باز میگردند خوش گذرانی بکند بگوید بخندد والسّلام -

حاتم خان آقا (تنگ آمده) ضعیفه ! برای خدا داد مکن بس است - دیگر چه بکنم ؟ می توانی نگذار برود ! اگر باد را بقفس می توان کرد و اگر مرغی که در آسمان می پرد می توان از پر بدن باز داشت شهباز را هم باز ور می شود نگاه داشت رخصت نه هم می جهد بجروه اسب خود می آن طرفِ ارس نمی رساند - بعد ازان کجا پیدا الیش کنم - مگر او را نمی شناسی که چه قدر لجوج است

شهر بانو خانم (دیگر بلند نزداد کرده) من از او هم لجوج ترم نمی گزارم ! اگر شهباز را گذاشتم پا ریس برود این لجکِ لچگ چتگیها باشد (دستش را دراز می کند - بسوی چار قدش)

شهباز بیگ (بخاطر جمعی خنده کنان) اللہ اکبر ! زنِ عموم نمی دانم بکدام قراولها مراد و ستاق خواهد کرد -

شهر بانو خانم - (فریاد کنان) خواهی دیدی توانم بکنم یا نه اگر نتوانستم بکنم تو هر چه می توانی بکن ؟

حاتم خان آقا - کارِ زنها خطا است -

(موسی ژور دان تعجب می کند و شهباز بیگ متغیر و ساکت می ماند) -

پرده می افتد

مجلس سیم

باز در همانجا واقع می شود. شهربانو خانم توی خانه نشسته
شرف نساء خانم هم در گوشهٔ پشم شانه می کند
درین حال در باز شده خان پری دایه شرف نساء خانم
اندرون می آید.

خان پری. سلام علیک.
شهربانو خانم. الیک سلام! خان پری! فهمیدی چه شد (شرف نساء خانم
گوش میدهد) همچو شد که شهباز می رود. پاریس حال ترا برای
آن خواستم که اگر چاره داری بکنی. خودت می دانی حاتم خان آقا
مرد دهن بینی است اوّل خوب حرف زده. امّا آخر مست شد
از بعضی سخنان بی پائ موسی ژوردان و شهباز فریب خورد.
امّا من یا باید بمیرم یا نگذارم شهباز پاریس برود. راستی
اشک چشم شرف النساء را نمی توانم به بینم هرگز خدا راضی میشود؟
و شهباز برود پاریس پیٔ خوش گذرانی بچّهٔ پانزده سالهٔ
گل رخساره ام آه بکشد. از دیده خون بریزد. همچو
ابریشم زرد شود و مثل نخ باریک برالیسد.
خان پری. خانم! چاره آنست که آن وقت بشما گفتم.
چه لازم است از حاتم خان آقا یا از دیگری منت بکشی؟

بفرست در همسائیگی از ده آغچه بدیع "درویش مست علی شاه
را که از قزلباش" آمده است بیاورند - هر طوری که دلخواه
خودتست این کار را صورت بدهد - من در جادوی او یک
قدرتی دیده ام که اگر بخواهد - در یک ساعت مرا از پیره -
شوهرم جدا می سازد -
شهر بانو خانم - خان پری! من هم قوت جادوی او را شنیده ام
اما چون کار کار مشکلی است باز تشکیک دارم - هیچ از آن
کار های که او کرده است میدانی بگوئی؟ به بینم درست و
دل گرم می شوم
خان پری - خانم! سلمی نازنین کریم که کدخدای آغچه بدیعی را او
طلاق گرفته بعاشقش نداد؟ دختر مرد که صفدر علی مغانی را
او بعاشقش نه رسانید؟ پدرش را که بدادن دختر راضی
نمی شد - بجادو نگشت؟ شوهر شاه صنم دختر کربلائی قنبر
جوادلو" را برای اینکه زن دیگر نبرد از یکساله را نگردانید؟
هیچ چیز از دست باور بائی ندارد -
شهر بانو خانم - "نور دیدم" خان پری! پس زود تر پسرت علی مردان
را الآن بفرست مست علی شاه را از آغچه بدیع بردارد - بیاورد -
بگوید خانم میخواهد هر چه بخواهد - وعده کنند خلاصه سر شب وقت
چراغ روشن کردن باید مست علی شاه خانه حاضر شود -
خان پری - چشم خانم! آلان می فرستم - اما باید مست علی شاه از
حاتم خان آقا و شهباز بیگ پنهانی این جا بیاید - خدا نکرده اگر

شهباز او را در اینجا به بنید هم او را می کشد و هم مرا زنده نمی گزارد.
شهربانو خانم. البته! من همین حال میروم بیرون هر دو را روانه میکنم بسر کشتی ایلچی و می سپارم پس از آمدن در اطاقِ شرف نساء بخوابند که امشب اینجا آب گرم کرده سر شرف نساء را خواهم شست. تو بر خیز و بر و پسرت را روانه کن پیٔ درویش.

(هر دو می روند بعد)

شرف نساء بیگم (تنها ایستاده) اوخ! شکر خدایا! دلم یخورده آرام گرفت. خراب شود ولایتی که جادو و جادوگر در آنجا نباشد اگر درویشی که دایه ام گفت نمی شد بی شک موسی ژوردان شهباز را میبرد روزگارم را سیاه میکرد.

(درین حال در باز می شود شهباز بیگ می آید تو)

شهباز بیگ. شرف نساء! دردت بجانم! دانستی زنِ عموم امروز چه کرد! پیش روی موسی ژوردان بسرِ عموم داد زده مرا هم تهدید میکرد.
شرف نساء بیگم. شهباز! از کارهای خودت هیچ خبر نداری داد زدن زنِ عموت بنظرت غریب می آید؟
شهباز بیگ. شرف نساء جان! دردت بجانم! من خودم چه کرده ام؟
شرف نساء خانم (زود رفته دست دراز کرده از پشت کارگاهش چند پارچه کاغذ نیم صفحه در آورده باز می کند) شهباز! این شکل ها را پس برای من که آورده تو نیاوردی؟ نگفتی صورتِ دختران و عروسان پاریس است؟ ببین! در پاریس چه قدر دختران خوشگل هست! اینها در مجالس وغیره همه رو باز با پسران یکجا نشست و برخاست میکنند. هنوز

من خجالتم این شکلها را بزنِ عموت نشان نداده ام -
شهباز بیگ - شرف نساء چرا مثل بچه حرف می زنی ؟ این شکلها لای کتاب موسی ژوردان بود - وقتی کتابهاش را کشوده نگاه می کرد چشمش بایتها افتاد در آورد داد بمن گفت - بهر بنا مروت نشان بده ! بگو - دختران و عروسانِ پاریس امسال این قسم لباس می پوشند - سالِ گذشته طورِ دیگر لباس داشتند سال آینده نوعِ دیگر لباس خواهند پوشید - در پاریس هر سال رسمِ لباس پوشیدن عوض می شود - من هم آوردم دادمت - از این چه در آمد ؟
شرف نساء خانم - همان در آمد که بعشقِ این دخترها هوا بر داشت پرواز میکنی - میخواهی پاریس بردی -
شهباز بیگ - شرف نساء ! این چه حرفیست میزنی ؟ همه دختران پاریس قربان یک موئی تو باشد - من که مثل تو یارِ زیبا دارم - حوریانِ بهشت بچشم نمی آید - یک روز بی تو نمانم -
شرف نساء خانم - بس است ! ترا بخدا این بازیها را این جا در نیار ؟ پسری که بگوید - یک روز بی تو نمانم از این جا بپاریس نمی رود - تو مرا هیچ نمی خواهی !
شهباز بیگ - (بلند شده دست بگردن او آویخته رویش را میبوسد) شرف نساء راستی از من بدگمان شدهٔ ؟ تیری بدلم می زدی بهتر از این حرف بود - که بروم زدی آخر بپرس - ببین - بچه سبب پاریس می روم -

شرف النساء خانم۔ (گریه کنان دست شهباز بیگ را از گردن خود دور نموده) چه کار دارم بپرسم؟ سببش را خودم بهتر می دانم۔ سببش همین ها است!

(دیگر زمان غر بچه کنان کاغذهای شکل را سخت چنگال کرده زیر پیش می ریزد)؟!

شهباز بیگ۔ بخدا که سببش آنها نیست! نمیدانی که همسران من همه نوکری کرده صاحب معرفت شده حرمت و عزت یافته خوش بخت گشته اند؟ من مانده ام در میان این نی زار بی نام و نشان۔

شرف النساء خانم۔ اولاً این را که گفتی دروغ است که از ماها بمعرفت و خدمت خوش بخت شده است۔ این خوش بخت ها را که دیدهٔ همه براه های دیگر به بخت رسیده اند۔ ثانیاً اگر خدمت هم میخواهی بکنی برو در تفلیس بکن هرگاه خواستی شهرهای دیگر هم بروی جای برو که دسترس باشد۔ خبر تان برسد۔ بپاریس از ماها نه کسی میرود۔ نه کسی می آید۔

شهباز بیگ۔ راست میگوئی۔ امّا در هر کار آدم باید واسطه داشته باشید۔ در تفلیس یا شهرهای دیگر کسی مرا نشناسد که واسطه من شده بسر خدمتی بگذارد تا باعث حرمت من بشود۔ امّا این فرنگی مردی خوبی است و مرا بسیار دوست میدارد خانوادهٔ ما نرا می شناسد۔ از پاریس بردن و آموختن زبان فرنگ و بدولت شناساندن این مرد مشهور می شوم پس از برگشتن در همه جا جائی دارم۔

شرف نساء خانم - این حرف ها همگی حیله و برائ فریفتن من بهانه است
چه حرفی است که مثل تو جوان با کمال در تفلیس خدمتی پیدا
نمی کند -

شهباز بیگ - پس از مراجعت از پاریس باز بتفلیس رفته نوکری
خواهم کرد -

شرف نساء خانم - (کاغذ های تشکل را پاره می زند) در پاریس مثل
تو جوان از دست این لوند ها می تواند جانی سلامت در ببرد
تا از برگشتن مثل آدم رفتار نماید؟ هرگز نمی توانی پاریس بردی
بر وقت رفتی آن وقت بخود بناز؟

(در این حال حاتم خان آقا بیانگ بلند شهباز بیگ را از
بیرون صدا می کند او هم زود بیرون می رود) -

پرده می افتد

مجلس چهارم

واقع می شود در اطاق حاتم خان آقا - یک طرف شهر بانو خانم
طرف دیگر شرف نساء خانم و در گوشهٔ خان پری دایه اش نشسته اند
دو ساعت از شب گذشته است - شهر بانو خانم سرش را بالا کرده درد
بخان پری نموده دلتنگ می پرسد -

شهربانو بیگم - خان پری ! چه طور شد درویش نیامد ؟
خان پری - خانم شتاب مکن ! آلان می آید -
(یک دفعه در باز شده مست علی شاه جادوگر عبوس کرده داخل میشود)
مست علی شاه - السلام علیکم -
شهربانو خانم - (سر بالا کرده) وعلیکم السلام بابا درویش ! خوش آمدی بیا بنشین !
مست علی شاه - (نشسته) خانم ! نسبت بمن چه خدمتی داشتید بفرمائید تا بجان و دل بانجامش بکوشم ؟
شهربانو خانم - بابا درویش ! برای یک کاری جزوی ترا زحمت داده ام - مطلب این است که شهباز بابا لمره گمراه شده - یک مهمان فرنگی داریم خیال کرده است باتفاق او بشهر پاریس برود این بچه گل رخسارهٔ مرا (که نشسته نامزدی اوست و پس از بیست روز بنای عروسی داشتیم) گریان و نالان بگذارد - من و حاتم خان آقا هر چه گفتیم والتماس نمودیم گوش نداد بالیست کاری بکنی - شهباز نتواند پاریس برود موسی ژوردان از او دست کشیده - نبرد -
مست علی شاه - خانم ! این کار جزوی یا آسانی نیست بلکه بسیار بزرگ و مشکل است - می بالیست درین کار اثر جادوی من برموسی ژوردان یا شهر پاریس بتر کند -
شهربانو خانم - بابا درویش ! نه فهمیدم چه طور اثر جادو بسر موسی ژوردان یا پاریس باید بتر کد -

مست علی شاه - خانم! مثلاً اگر بشهبازه بیگ دست بزنم لازم است جنی ببدن او مسلّط کنم - خیال این سفر را از سر او در آورد - امّا ممکن است ازین کار بترسد - رخنهٔ بعقلش برسد مریض یا معیوب بشود - چونکه بسیار بچه و جوان است

شهربانو خانم - واه برای خدا! بابا درویش همچو مگو! اینها همه برای آنست که شهبازه یک روز از پیش چشمان کنار نباشد - چه طور می شود راضی باشیم براین که جن برجان او مسلّط گردد؟

مست علی شاه - دراین صورت می بایست بدیوها و عفریت ها حکم کنم پاریس را خراب و زیر و زبر کنند تا شهبازه بیگ از نیّت رفتن آنجا بیفتد - یا بستارهٔ مریخ امر کنم گردنِ موسی ژوردان را بزند دیگر کسی شهباز بیگ را نبرد - این امر غیر ازین چاره ندارد

شهربانو خانم - این چه طور ممکن است بابا درویش؟ همچو کاری را هم میتوان کرد؟

مست علی شاه - به خانم! این کارِ من است - جای شبه نیست مگر نشنیدهٔ چند تا شیاطین را امر کرده ام همیشه در قلعه شیشه میان ملّا هایِ شیخی و اصولی فتنه و فساد انداخته هرگز آنهارا آرام نگذارند؟ برای این که بالایِ منبر رفته آشکارا بمردم وعظ کرده بودند - بجادوگر و ساحر باور نکنید! آیا من نیستم که کیلجان نام عفریت را که در شیطنت و مضرت فرید عصر است ببدن آقا ولی پسرِ علی قلی منتقل کرده بجان مردم "سالیان" مسلط نموده ام؟ از ترس او شب و روز در خانه خود شان

نمیتوانند راحت بخوابند تا هنوز هم بمردم سالیان کم قصاص کرده ام - زیرا که آنها پارسال مرا بسالیان راه نداده دوانده اند - که این جا دار المؤمنین است تو درویش و جادوگری اینجا پا نگذار ! الکدام کارهام را بگویم که اینها علامت عملهائیست که درین زمان نزدیک کرده بودم - یازده سال پیش ازین کنار ارس آمده بودم می خواستم از پیش محالات نخجوان و شرور گذشته بایروان بروم - مردمان هردو محال مانع شدند - که تذکره نداری نمی گذاریم باین خاک گزرکنی آدم ناشناس و بی تذکره را راه دادن و باین طرف گزرانیدن موافق قانون قدغن است با وجودیکه متقلبها خودشان شب و روز آدم های را که برای آوردن مال فرنگ که قدغن است بخاک روس بیارند نمایندگی کرده باین طرف و آن طرف می گذرانیدند هرچه متوسل شدم گوش بحرف من ندادند - پائین و بالا هرچه گردیدم نشد یک دفعه تند شده با جنه و عفریت ها حکم کردم خانهای همه محالات نخجوان و شرور را برکنده با خاک یکسان نمودند - از ضرب آن یک طرف کوه آغری نیز کنده دریخته ده آگور را فرو برد - بیچاره ارمنیهای آنجا هم بسبب همسایگان بدنام بوده شدند - خلاصه بکوه آغری بگویم از جا کنده شو ! کنده نمی شود؟ «بارس» بگویم - جاری مشو - جاری می تواند نشود؟

شهربانو خانم - (از تعجب دست بلب برده) خدایا رحم کن !

مست علی شاه - خانم ! وقت ایستادن نیست - شب می گذرد حال بفرمائید به بینم موسی ژوردان کی خواهد رفت ؟

شهر بانو خانم۔ پس از ده روز
مست علی شاه۔ خیلی خوب خانم! من همین حالا درین جا پیش چشم شما هیکل پاریس را برپا کرده بهم می زنم و بدیوان و عفریت ها حکم میکنم در همان دقیقه پاریس را بکوبند تا ده روز خبرش را برای موسی ژوردان بیارند۔ تا از بردن شهباز بیفتد یا این که خردی بزرگی پیش روی خود گرفته اسم اش موسی ژوردان گزارده درین ساعت گردنش را زده بستارهٔ مریخ حکم خواهم کرد۔ آنهم بهمان طور تا ده روز دیگر گردن موسی ژوردان را بلا تامل بزنند شهباز نه بیگ از چنگ او خلاص شود۔ حال بفرمائید۔ به بینم جناب شما خراب شدن پاریس را می خواهید یا گردن زدن موسی ژوردان را؟ خان پری۔ (دستهاش را در آورده بهم میزند) هردو را بابا درویش بفرنگیها رحم خواهیم کرد؟
شهر بانو خانم (وای زنکه! مگر دلت از سنگ است؟ بچاره پاریسی ها بما چه کرده اند۔ که خانه و عمارت شان را بسر شان بریزیم باعث قتل هزار هزار نفس بشویم؟ مارا باین قیل و قال نینداخته است الا آن خس و خاشاک برچین (رو بمست علی شاه کرده) بابا درویش! هرچه میدانی بخود او بکن! درین جا گردنِ خروش را بزن با ستارهٔ مریخ حکم بکن آنهم پس از گذشتن انذارس گردن موسی ژوردان را بزنند شهباز تنها بماند بعض انذارس بگذارد۔ برگردد بیاید این طرف! مردنِ یک نفر تقصیردار بهتر از کشته شدن هزار نفر مردم بی گناه است۔)

شرف نساء خانم ۔ ننہ جان! ہیچو نگو! موسی ژوردان بیچارہ است آدم خوبیست این ییلاق ہر روز از گل ہای غریبہ و شگوفہا دستہا بستہ بتوسط شہباز بیگ برای من میفرستاد کہ بر بنا فروشندہ بہ بیند! چند سال است این ییلاقہا را میگردد۔ ہرگز این گل و شگوفہا را دیدہ است؟ و یک آئینہ بمن بخشیدہ است صورت گلہائی ینگی دنیا کہ در باغ عجائبات پاریس می روید۔ در پشت آن کشیدہ شدہ ۔ مرا مثل دختر خود میخواست۔ من خودم را بکشتن می دہم نمی گزارم گردن موسی ژوردان را بزنند۔ پاریس را خراب بشود بما چہ؟ اگر در آنجا دختر و عروسان رو باز نمی گردیدند شہباز ہرگز آنجا نمی رفت پاریس خراب گردد و دختر و عروسش ہم بمیرند!

شہربانو خانم ۔ واللہ! نمیدانم بکدام رضا بشوم! اما دیگر چہ بکنیم؟ شرف نسا ہم راست میگوید۔ موسی ژوردان فقیر است۔ آدم خوبست تقصیرش ہمین است کہ شہباز را از راہ در بردہ پاریس رفتن را بسرش انداختہ است معلوم می شود۔ مردمان پاریس بد بودہ اند کہ قضا این درویش را بما رسانیدہ تا بجادوی او آنجا را کوبیدہ خراب کنیم (رو بمست علی کردہ) بابا درویش بدیوہا و عفریتہا فرمان بدہ پاریس را ریزو زد کنند۔

مست علی شاہ ۔ (رو بخان پری کردہ) خان پری خالہ! برو بیرون بہ غلام علی شاگرد من بگو کہ خورجین مرا زود اگر دہ اسب گرفتہ بردارد و بیاورد (خان پری زود برخاستہ بیرون می رود)

حاتم خاں آقا۔ شہبانہ بیگ حالا کجا است؟
شہربانو خانم۔ از ایلچی برگشتہ در آن یکی اُطاق خوابیدہ اند۔
مست علی شاہ۔ خانم! باید آنہا و سائیرین ازین سرِّ نہ حالا نہ من بعد خبر نشنوند ہا! والّا جادو ہرگز اثر نمی بخشد۔
شہربانو خانم۔ ازین جہت خاطر جمع باش بابا درویش! (دراین حال در باز شدہ غلام علی خورجین در دستش با خان پری داخل میشود)
غلام علی۔ السّلام علیکم۔
مست علی شاہ۔ علیکم السّلام! خورجین را زمین بگزار۔ بند سرش را باز کُن از میانش تختہ پارہ ہائیکہ اشکال در دش کشیدہ شدہ در آر!
غلام علی (بیک زبانِ کہ این زن ہا نفہمند بزبانِ رمز درویشی) میخواہی چہ میکنی؟
مست علی شاہ۔ میخواہم ہیکل شہر پاریس را برپا کردہ حکم کنم دیوہا در طرفۃ العین زیرو روش کنند۔ چنانکہ من آلان در پیش روی این خاتون زیر در دخواہم کرد
غلام علی (خندہ کنان) واسہ چہ)
مست علی شاہ۔ واسۂ صد دانہ ”باجاقلوئی“ تازہ سکۂ کہ حالا از این خاتون برائے ہمین مطلب خواہم گرفت۔
غلام علی۔ (خندہ کنان) خوب! این خاتون با پای تخت فرنگ و اہل آن جا چہ عداوت دارد۔
مست علی شاہ۔ این حکایت خیلی و راز است۔ تقریرش گنجایش
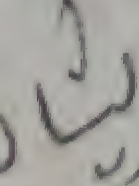
این مقام نیست - تخته پاره ها را از خورجین بیرون بیار !
غلام علی - آلان ! امّا هرگز عقلم باور نمی کند - این امر مشکل صورت به پذیرد - نمی دانم شوخی میکنی یا چه میگوئی - در طرفة العین پاریس خراب شود - یعنی چه ؟
مست علی شاه (خنده کنان) چرا یعنی چه ؟ هر دکه حالا این خاتون هکر به صد تا باجاقلوی تازه سکه برای این مطلب من خواهد داد - دَه روز هم مهلت است که جادوئ من اثر خود را به بخشد کسی هم بر این سِر واقف نیست - و نخواهد شد بعد از گرفتنِ باجاقلوها دست و پایم را که نبسته اند - تا ده روز نمی توانم خود را با آن طرفی بلند اازم ؟ مرا در آنجا که پیدا خواهد کرد ؟ بعد از من هر چه بادا باد ا اگر تا ده روز پاریس خراب شد باجاقلوها بی قیل وقال از هضم رابع خواهد گذشت - تو چه میدانی ؟ بلکه تا آن مدت بسا نحۀ از سانحات پارس خراب شود - مگر این نوع حادثات عجیبه در عالم کم وقوع یافته است ؟
غلام علی (تختۀ پاره ها را از خورجین بیرون آورده خنده کنان) این فقرۀ اخیره را هرگز عقلم قبول نمی کند - خیال خام است -
مست علی شاه - (خنده کنان) پس فقره سابقه را عقلت قبول میکند - آن هم خیال خام نیست ؟
غلام علی - (خنده کنان) آری در آن چه شک است ؟
مست علی شاه - خوب ! دیگر خواستم را بسوال های بیفائده مغشوش مکن ! برو ! پیش اسب ها منتظر باش ! من هم بعد از یک ساعت

عمل خود را اتمام کرده میرسیم سوار می شویم برمیگردیم (غلام علی می رود)
خان پری خاله پاشو! در را محکم به بند، آدمی کسی نیاید (خان پری
پا می شود در را می بندد می آید می نشیند)۔
مست علی شاه (خود بخود بزبان خویش شان) این طائفہ زنان عجیب
بیچاره و ساده لوح می شوند۔ بدون تصوّر و تامّل باور می کنند که
من در قراباغ نشسته پاریس را در طرفة العین زیر و رو می توانم
کرد و یا مریخ من در آن طرفِ ارس گردن موسی ژوردان را وقت
رفتن می تواند بزند۔
شهربانو خانم۔ بابا درویش! باکه حرف می زنی چه میگوئی۔
مست علی شاه۔ خانم منتر میخوانم کار مان راست بیاید۔ دیو ها عفریت ها
خبردار شوند در چه فکر هستم (پس ازان پلاس را بلند کرده اولاً دائره
می کشد می گوید) این دائره پاریس! (بعد تخته پاره را بهم چسپانیده
ده دوازده تا بزرگ و کوچک بشکل اطاق و حجرهٔ درمیانِ دائره خانه
درست کرده میگوید) این هم شکل عمارت و خانهائی پاریس۔ (بعد
رو بشهربانو خانم کرده) می فرماید)۔ بدهم پاریس را کن فیکون
و زیر و رو نمایند؟
شهربانو خانم۔ بلی دیگر چه کنیم؟ خدا باعث را بلا بدهد! تر و خشک باهم میسوزند
بیچاره پاریسی ها کاری بما نکرده بودند۔ و بالش بگردن دختران
و عروسان آنجا باشد۔ که در مجالس همیشه با پسران و مردان در یک
جا رو باز نشسته بصحبت و اختلاط مشغول گشته مردم را گمراه نموده
از راه در میبرند مشغول کارِ خود باش بابا درویش!

مست علی شاه - خانم دست مزد و انعام دیوها را کرم کنید!
شهربانو خانم - بابا درویش! برای دیوها انعام چه لازم است؟
مست علی شاه - واه خانم! مگر دیوهای من بی جیره و مواجب است که
مفت بکنند؟ مگر من وزیر بنده علی بگیم که هیچ چیز بآنها ندهم جز فحش
و بترسانم؟ خانم! شما گمان نکنید که من دیوهایم را بحرف خشک و
خالی نگاه میدارم؟ بلکه برای همچو کارها آنها را باید ضیافت کنم
ریشخند نمایم بازی بدهم - تازدن و کشتن شهاب ثاقب آنها را.
شهربانو خانم - چه طور تازدن و کشتن شهاب ثاقب بابا درویش؟ مگر
بعد شهاب ثاقب آنها را زده و خواهد کشت؟
مست علی شاه (خنده کنان) عجب فکر کرده اید - پس دیوها و عفریتها
ناحق بهلاکت این قدر مردمانِ بیگناه باعث می شوند - و شهر باین
تشنگی را بی جهت خراب می کنند در جزای چنین گناهِ عظیم غضبِ خدا
بآنها نمی رسد؟
شهربانو خانم - خوب بابا درویش! چونکه چنین است چرا از جانشان نمیترسند
و بچنین کارها پا می گذارند؟
مست علی شاه - اولاً برای بردنِ فرمانِ من است ثانیاً احمقند -
طبیعت ایشان تقاضا میکند - اگر همچو نکنند آسوده نمی شوند -
اگر شیاطین نبود در دنیا هرگز عمل بد نمی شد و بنی آدم را هیچکس
بکارهای بد دوچار نمی کرد -
شهربانو خانم - راست میگوئی بابا درویش! چه قدر باید بدیوها
انعام داد؟

مست علی شاه ـ زیاد نمی خواهم ـ هرچه خودتان وعده کرده اید ـ صد تاباجاقلو خانم!

شهربانو خانم ـ باباد رویش! زیادا نیست!

مست علی شاه ـ خوب! شهری که بهزار تومان می ارزو می دهید ـ خراب کنند صد باجاقلو بدهید زیاد است!

شهربانو خانم (رو بدخترش کرده) شرف نساء! بچم! صندوقچۀ پول را اینجا بیار ـ

(شرف نساء خانم زود برخاسته از بار صندوقچۀ پول را گرفته پیشش می آرد ـ شهربانو خانم در صندوقچه را باز می کند صد تا باجاقلوی تازه سکه درآورده میگوید ـ)

شهربانو خانم ـ شرف جان! برای خرج عروسیت دیگر پول نماند ـ

شرف نساء خانم ـ باشد ـ ننه جان! باز یک دویست تا تو غلو می فروشیم پول سرجاش می آید ـ

شهربانو خانم ـ راسکت میگوئی ـ بچم! مال فدائی جان است ـ گوش و دماغ سپر بلای سر است (رو بدرویش را برمیگرداند) بگیر بابا درویش!

(طلاها را میدهد ـ بمست علی شاه ـ درویش می گیرد بگذارد بغلش ـ زود آستینش را بالا کرده کتابی از خورجین درآورده باز نموده ورق میزند بعضی صفحه های نقشه دارش را نگاه کرده سرش را بالا می کند) ـ

مست علی شاه ـ بلی! عمل تمام است ـ شهر یارس زیر برج عقرب اتفاق افتاده ـ از تاثیر این برج بوده است که هرگز بلا ازین شهر کم نمیشود

(بعد برخاسته چوب دستی در دست گرفته رو بشهربانو خانم و دخترش کردم)

نتر سید خانم ہا! دلتانرا قایم بدارید (بعد پلک چشمش را گردانده صورت خود را مہیب ساختہ این منتر را می خواند) دغدغہا فتندی تب الکرسی کرندی تب الکمو کمو ہا بندی یندی یندی! (بجیب وراست خودد میده دیوہا و عفریتہا را باسم وصدای مہیب خوانده فرمان می دہد) یاملیخا یا بلیخا! یا سلیخا! برکنید پاریس را از جای خود و بزنید آلان بزمین چنانکہ من این ہیکل را زده زیر درو می کنم! (یک قدم عقب میرود چوبی کہ در دست داشت بلند کرده روبدائره نہاده اشکال اطاق دخانہای کوچکی کہ از تختہ پارہا ساختہ بودمیزند از ہم می پاشد بعد لحظۂ ایستاده رو بشہر بانو خانم میکند) خانم! چشم شما روشن! پاریس خراب شد از من راضی شدید یا نہ؟

شہربانو خانم۔ بلی بابا درویش! خیلی راضیم! امّا باید خبر خرابیٔ پاریس زود بموسیو ژوردان برسد تا گرفتار خود شده از شہباز دست بکشد۔ امّا نمی دانم از پاریس تا اینجا این خبر را باین زودی کہ خواہد آورد؟

مست علی شاه۔ (قہقہ کنان) خاخاخا! خانم! آدمی کہ بیک چشم بہم زدن از اینجا پاریس را بر باد دہد در یک دقیقہ و دریک ساعت و یا دریک روزی تا ده روز خبر آن را نمی تواند باینجا برساند؟ چہ خیال می کنید؟

شہربانو خانم۔ راست میگوئی بابا درویش! امّا چہ عجیب می شد۔ کہ این خبر درین حال بموسی ژوردان برسد از سر ما ردّ شود!

(درین اثنا یک دفعہ درِ خانہ را سخت می کوبند چنانچہ می خواہد در بشکند۔ صدای موسی ژوردان در حالتِ اضطراب پشت در معلوم

می شود ۔ درویش مست علی شاه جلد تخته پار یا برچیده بخور جبین میریزد میاند از دو دوشش می رود پشت پرده که در پیش بار آویزان است پنهان می شود۔ موسی ژوردان تراق تراق در را می زند کم می ماند در بشکند ۔

حاتم خان آقا و شهباز بیگ را صدا می کند در را باز کنید!
شهربانو خانم سراسیمه از جا برخاسته ترسان ترسان می رود ۔
(دخترش شرف نساء خانم سخت می لرزد)

خان پری (یواش ۔ یواش بزانو می زند) وائی ننم! وائی بابام وای
(شهربانو خانم در را باز می کند)

موسی ژوردان (تنگ نفس) کو حاتم خان آقا؟ کو شهباز بیگ؟

شهربانو خانم ۔ (ترسان ترسان) هر دو اطاق شرف نساء هستند صبح بسر کشئ ایلچی رفته بودند۔ بسیار خسته شده آنجا افتاده خوابیده اند ۔

موسی ژوردان (ببانگ بلند تنگ نفس) خانم باید همیں حالا بیدار شوند۔ من میروم نمی توانم بایستم! حیف بتو پاریس! حیف بتو تولیر۔ حیف بتو پای تخت قشنگ سلطنت۔ خوب فرانسه بدبخت شد ها دو ماژ پاریس ۔ موندیو۔ موندیو!

شهربانو خانم ۔ حکیم صاحب! چه چیز است؟ چه شده است؟

موسی ژوردان ۔ فرانسه بهم خورده۔ تولیر سرنگون گشته پاریس خراب شده دوماژ پاریس دوماژ تولیر ۔

شهربانو خانم ۔ خدایا شکر ۔ خدایا رحم کن ۔

موسی ژوردان ـ شهر قشنگ سلطنت پاکیزه در طرفة العین چنان ویران
شده که گویا نبوده است ـ عقل درک نکند که این چه کاریست
و چه سحریست ؟ ستفرد! موندیو! موندیو است آفرد!
شهربانو خانم ـ چه سحر حکیم صاحب ؟ مگر پاریس خراب شده ؟ چه میگوئید ؟
موسی ژوردان (هولناک ببانگ بلند) البته سحر است! کاری شده است
که آدم مات مانده است ـ در یک طرفة العین غفلتاً پاریس
خراب شده ـ
(ازین حرفها شرف نساء خانم دیگر بدتر بلرزه افتاده چشمش بطرف
پرده که درویش پنهانست)
خان پری ـ (خس خس کنان) بابام وای ننم! وای
(درین حال از قیل وقال حاتم خان آقا و شهباز بیگ از اطاقی که
خوابیده بودند بیدار شده دست پاچه یکتا پیرهن بطرف صدای موسی ژوردان
می دوند)
موسی ژوردان (تا آنها را دید) آخ! آمدید ؟ حاتم خان آقا! شهباز بیگ ـ
شما بخدا! زود برای من اسبها حاضر بکنید باید همین حالا بروم درنگ
نمی توانم کرد خودتان هم سوار شوید ؟ مرا از ارس بگذرانید برگردید ـ
حاتم خان آقا ـ (بحیرت) حکیم صاحب! چه حادثه روی داده باین
تعجیل رفتنِ شما را چه باعث شده است ؟
موسی ژوردان ـ (ببانگ بلند) پاریس خراب شده تولیر ریخته سلطنت
فرانسه بهم خورده ـ دولت تغیر یافته ـ حالا از قونسول انگلیس که در
تبریز نشسته دیوان بیگی شما برای من کاغذ فرستاد و بعد از اطلاع این

خبر می نویسد - چاپار بصحابت کاغذ های واجبی آلان بلندن میرود - در کنار ارس منتظر من است دوازده ساعت دیگر من باید خود را باد برسانم - اگر تاخیر کنم چاپار میرود - من دیگر تنها بزودی نمی توانم خود را بدولت برسانم - لوی فلیپ بانگلیس گریخته موندیو - موندیو!

حاتم خان آقا - (بحیرت) حکیم صاحب! که خراب کرده؟ که بهم زده است؟

موسیو ژوردان - (باضطراب) اشیاطین! اجنه دیوها! عفریتها! بد عملها! کدام یکی را بگویم؟ اما حاتم خان آقا اسب بیاریدید - وقت تاخیر نیست دوماتژ پاریس! امولیر! موندیو ستنفرد!

(حاتم خان آقا ازین سخنها که متحیر میماند - اما شرف نساء خانم بسیار بسیار سخت ابلرزه می افتد شهباز بیگ حالت او را دریافت کرده تعجب نموده بسوی او گزارده نزدیک تر رفته آهسته خندان می پرسد -)

شهباز بیگ - تو چرا می لرزی ای مایۂ فساد؟ یقین پاریس را بگفته تو خراب کرده اند - که من هرگز نتوانم بردم آنجا -

شرف نساء خانم - لرزان لرزان بصدای آهسته چشمش بطرف پردهٔ که درویش پنهان است) والله سبحان دائم بامن از هیچ چیز خبر ندارم من هیچ تقصیر ندارم -

شهباز بیگ (بخنده) نگاه کن به ببین چه طور قسم میخورد بچه شیرین زبانی خودش را کنار می کشد - خوب چرا می لرزی؟ دیگر اگر مثل تو پری زاده بدلها پاریس را خراب کنند در آن گناهی نیست - (درین حرف)

شهربانو خانم (رد بموسی ژوردان کرده) حکیم صاحب! شهباز را هم که میبرید؟

موسیو ژوردان - تو چه میگوئی خانم؟ من هیچ می دانم سر خودم کدام بالین است

شهباز را کجا خواهیم بُرد؟ حاتم خان آقا! زود باشید. سوار شوید مرا بدرقه بکنید! باید تا صبح بکنار ارس برسم. مولیر! موندیو! موندیو!

حاتم خان آقا. شهباز. بیا برویم ببینیم چه خواهیم کرد این چه کاری بود رو داد؟

(هر دو از اطاق بیرون میروند. پشت سر شان موسی ژوردان. بعد آنها درویش مست علی شاه از پشت پرده یواش بیرون آمده خورجین را بدوش انداخته سرش را پائین کرده هرگز بزنها متوجه نشده می گریزد ناپدید میشود)

شهربانو خانم. خان پری! دیدی که چه شُد؟

خان پری. خانم من شما بگفتم. از دست این درویش هیچ چیز جان را نمیبرد. من هنوز هم می ترسم که از خرابی پاریس شهرهای دیگر را ضرب رسیده خراب گردد. چنانکه از خرابی محالات نخجوان و شرور یکطرفه کوه آغری از تمام باشید همچو که درویش میگفت.

شهربانو خانم. بلی! بعد از این آن تعجب نیست. عجیب آن است که مردها همیشه بما میگویند. بجادو باور نکنید. چگونه باور نمی توان کرد که آدم بچشم خود چنین کار ها را می بیند؟

خان پری! ای خانم! مردها اگر عقل دارند. چرا ما آنها را در هر قدم هزار بار گول میزنیم. هر چه میخواهیم می کنیم!

(شرف نساء خانم ساکت و صامت ترسناک خشکیده مات میماند)

پرده می افتد

لغات

سرگزشت حکیم نباتاتؔ

مجلس اول

افراد اہل مجالس = اشخاص ڈراما؛ افراد تمثیل۔
موسیا = فرنچ زبان کا لفظ ہے جو مسٹر یا جناب کا مرادف ہے۔
ژوردان = (گارڈن) بمعنی باغ، فرنچ زبان کا لفظ ہے یہاں اسم علم مراد ہے۔
حکیم نباتات = نباتات کا ماہر۔
اوبہ = گاؤں۔ بستی۔
بزرگ اوبہ = گاؤں کا چودھری۔
قشلاق = گرم مقام، جہاں صحرا نشیں قبائل جاڑوں کا موسم گزارتے ہیں۔
قراباغ = روسی ترکستان میں جو شمالی ایران سے قریب ہے کسی ضلع کا نام ہے۔

اطاق = کمرہ، ہال۔
تکلہ مغان = روسی ترکستان میں ایک مقام کا نام ہے۔
اطاق رو برو = مقابل کا کمرہ۔
تکان دادن = جھاڑنا، جھٹکنا، جھنجوڑنا۔
شیطانی کردن = شرارت کرنا۔
چارقد = ڈوپٹہ۔
ننہ = امی جان۔
لکاتہ = شوخ، چنچل، بدمعاش عورت
یک خوردہ = ذرا۔
دست کشیدن = باز آنا، پیچھا چھوڑ دینا۔
زیر گل رفتن = خاک میں ملجانا۔
دو چنگ پشم = دو مٹھی اون۔
پشم شانہ می زند = (را حرف جر محذوف ہے) اون کو کنگھے سے

صاف کرتی ہے۔
بجان آمدن = تنگ آنا۔
پشت بر زمین خوردن = چت گر جانا۔
قشنگ = خوبصورت، خوش نما۔
پیش روت = پیش رویت یا
پیش روے تو کے معنے میں
استعمال ہوا ہے۔
نشگان گرفتن = چٹکیاں لینا۔
پیش روم = پیش رویم یا پیش
روے من کے معنے میں استعمال
ہوتا ہے۔
چنگی = (چنگ کا اسم منسوب یعنے
چنگ ساز ہے) ساز بجانے
والی۔ رنڈی۔
شماخ = ایک مقام کا نام ہے۔
رو باز = کھلے منہ، بے پردہ۔
توے = (کلمہ ظرفیت) اندر، میں۔
ارس = دریا کا نام جو صوبہ قفقاز
میں بہتا ہے۔
مردہ شور = (مردہ شو کی خرابی ہے)
مردوں کو نہلانے والا، غسال۔

انگشت شست = انگوٹھا۔
انگشت بزرگ = بیچ کی انگلی۔
پیش خود حرف ساختن = اپنے
دل سے باتیں بنانا۔
راستی = سچ مچ۔
اشک چشمان توی آستین شان
است = آنسو توان کی آستین میں
ہیں۔ یعنے بہت جلد رونے
لگتی ہیں۔
فرنگ = یورپ۔
زبانم برنمی گردد = میری زبان
نہیں پلٹے گی یعنے میرا کہا پورا
ہو کر رہیگا۔
دلگی = (دلہ گی) کنڈاپن، لچپن۔
کم و کسری داشتن = کسی چیز کی
کمی کرنا۔
عقلش را دزدیده = اس کو بہکا لیا
ہے۔
پیدا کردہ = تلاش کر کے۔
روے درہم کشیدن = منہ پھیر لینا
خفا ہونا، بگڑنا۔

نیم خندہ = مسکراہٹ۔
کجک = پر (جو خوشنمائی اور آرایش کے لیے ہمیں سر میں لگاتی ہیں)
سوقات = سوغات، تحفہ۔
کجک ہا سر آنہا بکن = پر ان کے سروں پر لگا۔
از راہ در رفتن = بھٹکنا۔
تابیدن = پھسلانا، بہکانا۔
پاسوز = عاشق۔
ریشخند = تمسخر۔
از راہ در بردہ = راستے سے بہکا کر۔
آنہا خاطرم نماند = وہ یاد نہیں رہیں۔
عزا گرفتہ است = غم میں ہے۔
زمین زیر پایم لرزید = پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔
ایلات = ایل کی جمع، قبائل صحرانشیں۔
آلان = اب، اس وقت، ابھی۔
بیش خود = اپنے آپ۔ خود بخود۔
خس و خاشاک در چین = کوڑا کرکٹ چننے والا۔

غیر طبعی = غیر معمولی۔
پشت خانہ = پچھواڑہ۔
کرہ = مکھن۔
سرشیر = بالائی۔
بے معرفت = بدسلیقہ، پھوہڑ۔
دو تا پول عقل ندارد = رتی برابر عقل نہیں۔
حرف مفت = فضول سی بات، بیکار سی بات۔
از جا در رفتن = آپے سے باہر ہو جانا اپنی جگہ سے اچھل پڑنا۔ بدخوصلگی ظاہر کرنا۔
ضعیفہ = عورت
بیش خود رفتہ جویا می شوم = میں خود جا کر تفتیش کرتا ہوں۔
حوصلہ ات تنگ نشود = تیری ہمت پست نہ ہو یعنے آزردہ نہ ہو۔

مجلس دویم

خیگ = چمڑے کا بنا ہوا کپا۔
روی = (حرفِ جر) اوپر۔

مفرش = فرش۔
جوال = بوری، تھیلا۔
مفرش پشم = نمدہ۔
یشماق بستہ = نقاب ڈالے ہوئے۔
ورشو = لہستان (پولستان) کا مشہور شہر اور پایہ تخت۔
بچّم = بچّہ ام، بچّہ من۔
اختلاط = گفتگو۔
چکمہ = اونچا بوٹ، فل بوٹ۔
قاشق = چمچہ۔
ایراد = اعتراض۔
علف = بوٹی (جڑی بوٹی)۔
لینہ، نورنفورت، بارہ ترام = آدمیوں کے نام۔
آلپ = یورپ کا ایک سلسلہ کوہ جو اٹلی اور اسٹریا وغیرہ کے وسط سے گزر کر فرانس تک چلا گیا ہے۔
شوی ساریا = سوئزرلینڈ۔
ژرمانیہ = ملک جرمنی۔
سرما خوردہ = وہ شخص جو سردی لگ جانے سے بیمار ہو جائے۔ زکام کا مریض۔

غورغ قلیفورڈ = جارج کلیفورڈ۔
ناخوشی قارتوفل = آلو کی بیماری۔
خودی = خود بخود، اپنے آپ۔
قراول = پولیس کا سپاہی۔
لجوج = جھگڑالو، ضدّی۔
پا روی پا انداختہ = پاؤں پر پاؤں رکھے ہوئے۔
خلوتی آمدہ = (بہ حرف جر محذوف) تنہائی میں آکر، چھپ کر۔
گروک = (کرک) ایک قسم کا اون جو جانوروں کے پشم کی جڑوں کے پاس پھوٹتا ہے۔ وہ بہت ہی نرم اور ملائم ہوتا ہے۔
گلیم گروک = لوئی، شال۔
تعہد کردن = ذمہ لینا۔
صاحب سواد = لکھا پڑھا شخص، لائق۔
یاد دادن = سکھلانا۔
بلد = واقف۔
حالی شدن = سمجھنا، آگاہ ہونا۔
مشورت خانہ = کونسل۔

باوقار = تن کر۔ سنجیدہ۔
دولت = حکومت
مشخص شدن = معلوم ہونا۔
دفتر = پاکٹ بک۔ چھوٹی کاپی۔ بیاض۔
بیلاق = (ییلاق) گرم سیر علاقہ۔
استحصار = معلومات بڑھانا۔
لاتین = لاطینی۔
یوروپا = یورپ۔
اسم ورسم = شہرت اور عزت۔
مرخصم بفرمائید = مجھے جانے کی اجازت دیجیے۔
دست دادن = قدرت حاصل ہونا، مہارت پیدا ہونا۔
کلاہت را بگردانی سال می آید می گزرد = آنکھ جھپکتے سال گزر جاتا ہے۔
برای خدا داد مکن = خدا کے لیے شور مت مچا۔
گردۂ اسب = گھوڑے کی پیٹھ۔
می جہد بگردۂ اسب خودی = اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہوتا ہے۔

لچک = ڈوپٹہ، چادر
دوستاق کردن = قید کرنا۔

مجلس سیوم

حالا ترا برای آن خواستم = اس وقت تجھے اس لیے بلایا ہے۔
چارہ داری بکنی = کچھ تدبیر سوچے۔
الیاک سلام = علیک السلام کی خرابی ہے۔
مرد دہن بین = منہ دیکھی بات کرنے والا شخص، ہاں میں ہاں ملانے والا۔
نخ = دھاگا ریل کا۔
قزلباش = ایرانی، تاتاری ایرانیوں کو اس نام سے پکارتے ہیں۔
آغیۂ بدیع = ایک شہر کا نام۔
تشکیک = شک میں ڈالنا۔
فاسق = وہ شخص جو کسی سے ناجائز طور پر عشق کرے۔
دایم = دایہ ام (میری دایہ)
لای = (کلمہ ظرفیت) اندر، میں۔

غر بچہ کنان = بسورتے ہوئے۔
لوند = لالچی، بدمعاش۔
مست شدن = بہک جانا، ستے پٹا جانا۔
سخنان بی پایہ = بے تکی باتیں۔
منت کشیدن = احسان لینا۔
صورت دادن = انجام دینا۔
دل گرم شدن = مطمئن ہو جانا۔
کدخدا = چودھری۔
ہیچ چیز از دست او رہائی ندارد = کوئی چیز اس کے قبضۂ قدرت سے باہر نہیں۔
چشم خانم! = خانم آنکھوں سے۔
سرکشی = انتخاب، خبرگیری۔
ایلخی = گھڑسال، گھوڑوں کا گلّہ۔
تہدید = دھمکی۔
کارگاہ = کرگہ جس پر قلابِ دوزی ہوتی ہے یعنی اون کا کام بنایا جاتا ہے۔
شکلہا = تصویریں۔
بچشم نمی آید = نگاہ میں نہیں بھرتا، حقیر معلوم ہوتا ہے۔

بازی ہا در نیار = چالبازیاں نہ کر۔
صاحب معرفت شدہ = بڑا آدمی ہو گیا ہے۔
بیا ریس از ماہا نہ کسی می رود نہ کسی می آید = پیرس مہینوں تک نہ کوئی جاتا ہے اور نہ آتا ہے۔
واسطہ = وسیلہ۔
تفلیس = صوبہ قفقاز کا ایک بڑا شہر۔
کاغذہای شکل را پا لیس می زند = تصویروں کو پاؤں تلے ملتی ہے۔
عبوس کردہ = تیوری چڑھا کر۔
بالمرّہ = بالکل۔

مجلس چہارم

ترکیدن = پھٹنا، شق ہونا۔
زیر و رو = زیر و زبر، نیچے اوپر۔
قدغن = تاکید، ممانعت۔
آرام = آسودہ۔
تذکرہ = پروانۂ راہ داری، پاسپورٹ۔

ینگی دنیا = نئی دنیا، امریکہ۔
واسہ = واسطہ کا بگاڑ ہے۔
باجاقلو = ایک سونے کا سکہ۔
ہضم رابع = اطبا نے ہضم کے چار درجے لکھے ہیں، سب سے آخری درجہ جس میں خوراک بالکل ہضم ہو جاتی ہے۔
صحبت = گفتگو۔
جیرہ مواجب = روزینہ اور تنخواہ۔
توغلو = بھیڑ کا بچہ جس کی عمر تین سال ہے۔
دغ دغ = بے معنے الفاظ کا مجموعہ۔
یواش یواش = آہستہ آہستہ۔
کو = بمعنی کجا۔
نولیر = پیرس کے ایک عالیشان محل کا نام ہے۔
موندیو = فرنچ ترکیب ہے جس کے معنے میرے اللہ۔
ستفرد = فرنچ ترکیب ہے جس کے معنے بڑا غضب ہوا۔
دست پاچہ = گھبرایا ہوا، مضطرب۔
قونسل = مشیر سلطنت (کونسل)
انگلیس = انگلستان۔
مولیر = فرنچ زبان کا فقرہ ہے جس کے معنے بڑی ساعت کے ہیں۔
گول زدن = دھوکا دینا۔
چاپار = ڈاک۔
از پیش چشم مان کنار نباشد = ہماری آنکھوں سے دور نہ ہو۔
فرید عصر = یکتائے زمانہ۔
محالات = اضلاع۔
این خاک = یہ علاقہ۔
مسلط نمودن = تعینات کرنا۔
متقلب ہا = بدمعاش۔
ہر چہ متوسل شدم = جس قدر میں نے التماس کی۔
نخجوان = قفقاز میں سرحد ایران سے قریب ایک پرگنہ کا نام ہے۔
شردر = نخجوان سے قریب ایک پرگنہ (تعلقہ) ہے

باخاک یکسان نمودن = ملیامیٹ کردینا، خاک کے برابر کردینا۔
بہم زدن = برباد کرنا۔
دست ہا بہم زدن = تالیاں بجانا۔
بدبوده اند = بدقسمت واقع ہوئے ہیں۔
طرفۃ العین = چشم زدن۔
واسہ چہ = کس لیے، کیوں۔
مغشوش = پراگندہ، پریشان۔
دوازدہ تا = بارہ عدد (تا بمعنی عدد)
بے جیرہ = بے خوراک۔
علی بیگم = علی بیگ ام۔
پول سر جاش می آید = رقم پوری ہوجائیگی۔
بغلش = اپنا جیب۔
دم در = نزدِ در۔

عقل درک نمی کند = سمجھ میں نہیں آتا۔
آفرد = غضب ہے۔
آدم مات مانده است = آدمی حیران رہ گئے۔
غفلت ہا = ایک دم کے دم میں آناً فاناً۔
قونسل انگلیس = سفیر سلطنت انگریزی۔
بصحابت = ہمراہ، ساتھ۔
چاپار = ڈاک، ہرکارہ۔
لوئی فلیپ = شاہ فرانس۔
دوباشہ = بدنصیب۔
بدرقہ = رہنما، محافظ۔
ساکت و صامت = چپ چاپ۔
خشکیدن = سہم جانا۔

ترجمہ

سرگزشت حکیم نباتات

افرادِ تمثیل

موسیو ژوردان پیرسی۔ نباتات کا ماہر، چالیس سالہ۔
حاتم خاں آقا تکلہ مغانی۔ قراباغ کا باشندہ، گاؤں کا چودھری پینسٹھ سالہ۔
شرف نساء خانم۔ حاتم خاں کی بڑی لڑکی سولہ سالہ۔
گلچہرہ۔ حاتم خاں کی چھوٹی لڑکی نو سال کی۔
شہر بانو خانم۔ اس کی بیوی پینتالیس سالہ۔
شہباز بیگ۔ حاتم خاں کا بھتیجا اور اس کی بڑی لڑکی کا منگیتر بائیس سالہ
خان پری۔ شرف نساء خانم کی دایہ چالیس سال کی۔
درویش مست علی شاہ۔ مشہور جادوگر پچاس سالہ۔
غلام علی عراقی۔ اس کا شاگرد تیس سالہ

پہلی مجلس

ضلع قراباغ میں ۱۲۶۳ھ ہجری کو نوروز کی عید کے ایک دن بعد،

تکلہ مغاں کے سرمائی مقام میں مقرر ہوتی ہے۔

(شرف نساء خانم مقابل کے کمرہ میں، چپکے چپکے روتی ہوئی اون کو کنگھے سے صاف کر رہی ہے، گل چہرہ اس کے رو برو کھیل رہی ہے)

گل چہرہ۔ بہن صاحبہ آپ روتی کیوں ہیں؟

شرف نساء خانم۔" (اس کے ہاتھ کو جھٹک کر) دور ہو"

گل چہرہ۔" (پھر شرارت کر کے اس کی طرف ہاتھ بڑھاتی ہے) بہن صاحبہ آپ کو خدا کی قسم! (سچ بتاؤ) آخر آپ کیوں روتی ہیں؟

شرف نساء خانم" (پھر اس کے ہاتھ مار کر) میں نے کہدیا نا 'دور ہو' میرے ہاتھ میں کام ہے، مجھے کام کرنے دے!"

گل چہرہ" آپ تو کام نہیں کر رہی ہیں، زار و قطار رو رہی ہیں، بتاؤ تو آخر میں بھی تو معلوم کروں کہ آپ کس لیے رو رہی ہیں؟ اگر آپ نہ کہینگی تو میں جا کر امی جان کو بلا لاتی ہوں' (اچھی بہن!) اب آپ بتائیں کیوں رو رہی ہیں؟ (اتنا کہہ کر) (شرف نساء خانم کے سر سے چادر کھینچ لیتی ہے)"

شرف نساء خانم۔" (بیزار ہو کر اُسے زور سے ڈھکیل دیتی ہے) دور ہو، قحبہ! باز نہیں آتی، مجھے کام نہیں کرنے دیتی"

(گل چہرہ گر جاتی ہے پھر اٹھ کر اپنی ماں کے پاس دوڑتی ہوئی جاتی ہے)

شرف نساء خانم۔ (آپ ہی آپ) اُف ری چنچل! اب یا کر امی جان سے کہدیگی، یا اللہ اگر وہ آکر پوچھ بیٹھیں کہ کیوں رو رہی تھی تو میں کیا کہونگی، میں تو ہرگز نہ کہہ سکونگی کہ کس لئے رو رہی تھی مناسب یہ

یہی ہے کہ میں مکر جاؤں اور کہدوں کہ میں تو نہیں رو رہی تھی۔
(شرف نساء اپنی آنکھیں رومال سے پوچھتی ہے اتنے میں دروازہ کھلتا ہے اور شہربانو خانم داخل ہو جاتی ہے)۔
شہربانو خانم۔ "بیٹی، تم نے اس بچی کو ڈھکیل کر کیوں گرا دیا"
شرف نساء خانم۔ بچی خاک میں مل جائے، جب شاید چین پائیے۔ صبح سے اب تک اس نے مجھے دو مٹھی اون صاف کرنے نہیں دیا، شرارت کرتی ہے کبھی اون اٹھا لیتی ہے اور کبھی چادر کھینچ لیتی ہے، میں نے بھی بیزار ہو کر کچھ دیر کے لیے اپنے پاس سے ہٹایا۔ بس وہ روتی ہوئی دوڑ کر تمھارے پاس پہنچی دم تو نہیں نکلا۔
گل چہرہ۔ (رو رو کر آنکھوں کو ہاتھوں سے ملتی ہے) نہیں نہیں، خدا کی قسم جھوٹ کہتی ہیں اون وون کچھ بھی صاف نہیں کر رہی تھیں۔ روئی چلی جاتی تھیں، میں نے کہا مت روئیے۔ مجھے دھکا دے کر گرا دیا اور میں زمین پر چت گر پڑی۔
شہربانو خانم۔ "شرف نساء رونے کی کیا بات تھی؟ تمھیں ہو گیا کیا ہے جو تم روتی ہو، خدا کا شکر ہے کہ تمھارا باپ زندہ ہے، تمھاری ماں زندہ ہے، تمھارا حسین اور خوبصورت منگیتر تمھارے سامنے موجود ہے، کھانے کو بہت کچھ ہے، پہننے کو بہت زیادہ ہے پھر تمھارا رنج کرنا کیا معنے؟ جو تم آنسو بہاتی ہو؟"
شرف نساء خانم۔ "نہیں نہیں! خدا کی قسم، میں نہیں رو رہی تھی (گل چہرہ کے ایک چٹکی لے لیتی ہے) ارے مُردار! میں کب رہی تھی؟"

(گل چہرہ، پھر ہائے امّی جان، وائے امّی جان کہہ کر چلانے لگتی ہے اس کے بعد پھر)

شرف نساء خانم۔ "نہیں نہیں! خدا کی قسم، میں نہیں رو رہی تھی خدا کا شکر ہے کہ میرے والد زندہ، میری والدہ زندہ پھر میں کس لیے روؤں؟"

شہر بانو خانم۔ "(ہنستی ہوئی) پیاری بیٹی! یہ کیوں نہیں کہتیں کہ مجھے اپنے منگیتر کا خیال ہے"

شرف نساء خانم۔ "میرا کون منگیتر؟"

شہر بانو خانم۔ "میرا کون منگیتر؟" کیوں چچا کا بیٹا شہباز بیگ تمھارا منگیتر نہیں۔ خدا نے چاہا تو بیس روز بعد تمھارے والد تمھاری شادی کر دینگے جس کی سارا قرا باغ تعریف کریگا۔ پرسوں تمھارے والد قربان بیگ زر دائی کو خط تحریر کر رہے تھے کہ شماخی کی ڈومنیوں کو ٹھہرا کر شادی کے لیے روانہ کر دے۔

شرف نساء خانم۔ "(کلمہ کی انگلی اور انگوٹھے سے نچلے ہونٹ کو پکڑ کر سر اٹھا کر) واہ امی جان! آپ کیا باتیں کر رہی ہیں شہباز بیگ تو دس دن بعد یہاں سے چلے جائینگے۔ نجانے ابا جان کس کے لیے شادی کا انتظام کر رہے ہیں"

شہر بانو خانم۔ (تعجب سے) شہباز بیگ جاتا ہے، کہاں جاتا ہے، کس کے ساتھ؟ کیا کہہ رہی ہے؟ تجھے خدا کی قسم! دل سے باتیں نہ بنا! اچھا اب میں سمجھی کہ تو حقیقت میں رو رہی تھی، سچ ہے لڑکیاں نا سمجھ ہوتی ہیں آنسو تو ان کی آستینوں ہی میں ہوتے ہیں۔ آخر مجھے بھی تو بتا!

کس نے کہا ہے کہ شہباز جاتا ہے۔"

شرف نساء خانم۔ (سر نیچا کیے ہوئے) انھوں ہی نے"

شہر بانو خانم۔ اچھا! کہاں جاتا ہے؟

شرف نساء خانم۔ کیا جانوں، یورپ، پیرس خدا انہیں برباد کرے، ابھی تو (یہ نام) میری زبان سے نہیں نکلتے۔

شہر بانو خانم۔ اچھا تو شہباز کس کے ساتھ پیرس جاتا ہے۔

شرف نساء خانم۔ ہمارے مہمان موسیو ژوردان کے ساتھ۔

شہر بانو خانم۔ ہمارے یہاں کے ٹکڑ گدے، موے فرنگی کے ساتھ کس لیے؟ .... یورپ میں کیا ائین دین کریگا؟ کیا پیرس کے مردہ نہلانے والے مرگیے ہیں؟ (جو اس کی ضرورت ہوئی)۔

شرف نساء خانم۔ میں کیا جانوں؟ کیا ناداں ہیں موسیو ژوردان نے تو اُن کی عقل کو بھٹکا دیا ہے کہ پیرس میں کنواری اور بیاہی عورتیں کھلے منہ مجلسوں میں اٹھتی بیٹھتی ہیں ایسی اور بہت سی باتیں کہی ہیں جس سے جنون اُن کے سر پر سوار ہوکر پاگل ہوگیے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک بار تو پیرس جاکر ضرور دیکھونگا۔ پہلے تو چچا سے اجازت لونگا اگر چھوڑا تو راتوں رات سوار ہوکر دریاے ارس کے اس پار چل دونگا اور موسیو ژوردان کو ڈھونڈکر ان کے ساتھ جاکر پیرس کی سیر کرونگا۔

شہر بانو خانم۔ (جس موڑے کو وہ بن رہی تھی پھینک کر اپنی چھوٹی لڑکی کی جانب متوجہ ہوتی ہے) بیٹی گل چہرہ، جا تو ذرا اس کے کمرے سے شہباز کو بلا لا، معلوم تو کروں یہ کیا بات ہے؟ (گل چہرہ

جاتی ہے) میں نے تو حاتم خاں آقا سے کہا کہ مردوے ان بچوں کی جلد شادی کر کے خلاصی حاصل کر لے، میں شہباز سے ڈرتی ہوں وہ دن بھر میں ہزاروں قسم کے خیالات پکاتا ہے، نہ سنا اور میرا کہنا پس پشت ڈال دیا، آخر وہی ہوا۔

(اتنے میں دروازہ کھل جاتا ہے اور شہباز بیگ اندر آجاتا ہے)۔

شہباز بیگ۔ چچی خیر تو ہے کیا بات ہے۔

شہربانو خانم۔ (منہ پھیر کر) شہباز! میں سنتی ہوں کہ تم یورپ اور پیرس جاتے ہو یہ کیا بات ہے؟

شہباز بیگ۔ (مسکرا کر) چچی اگر میں جاؤں تو کیا حرج ہے؟ میں جاؤنگا اور واپس آجاؤنگا شرف نساء کے لیے ان پروں کا تحفہ لے آؤنگا جنہیں یورپ کی عورتیں سر میں لگاتی ہیں۔

شرف نساء خانم۔ جن پروں کو یورپ والیاں سر میں لگاتی ہیں مجھے نہیں چاہییں۔ آپ پیرس جا کر انھیں کے سر میں لگائیے جن کے عشق میں آپ قراباغ سے ہوا پر اڑ رہے ہیں۔

شہربانو خانم۔ ٹھیک کہتی ہے جن پروں کو تم خریدوگے انہیں یورپ والیوں ہی کے سر میں لگانا۔ شرف نساء کو نہیں چاہییں۔ اچھا تو بتاؤ! تم خود مختار ہو یا اپنے باپ کی جگہ تمھارا کوئی بڑا بھی ہے؟

شہباز بیگ۔ بلا شبہ جب تک میں چچا سے اجازت نہ لونگا نہ جاؤنگا خود موسیو ژوردان ہی چچا سے میرے لیے اجازت لے لینگے۔

شہربانو خانم۔ (غصہ ہو کر) کیا خوب، کیا تم بھٹک رہو اور اپنے آپ کو بھلا دیا ہے؟ جاؤ، میں ابھی حاتم خاں آقا کو بلاتی ہوں۔

کیا جانوں موسیو ژوردان کون بلا ہے جوان کے بھتیجے کو بہکا کر پیرس لے جائے۔ خدا کی قسم وہ آفت اس کے سر پر ڈھاؤنگی کہ پیرس کا آنا جانا سب بھول جائے، خوب ہوا تم جاؤ میں حاتم خاں آقا کو ابھی بلاتی ہوں شادی کے لیے بیس ہی دن تو رہ گئے ہیں دیکھونگی تم پیرس کس طرح جاتے ہو؟

شہباز بیگ۔ بیس دن میری شادی کے لیے کیسے رہ گئے ہیں، میں تو ابھی بچہ ہوں۔ اتنا جلد اپنی خواہش سے نہ میں عورت ہی کرونگا اور نہ شادی کرونگا، کیا زبردستی ہے؟

شہر بانو خانم۔ (بیچ کر) ہاں ہاں زبردستی ہے۔ بلا شبہ اگر شرف نساء بچی نہ ہوتی تو آپ سے دو سال پہلے ہی شادی ہو گئی ہوتی۔ ارے تم جیسے نوجوان بیوی کے نہ ہونے سے بدراہ ہو کر چوری اور غنڈہ پن کرنے لگتے ہیں۔

شہباز بیگ۔ آدمی بھوکا اور ننگا رہنے کی وجہ سے چوری اور غنڈہ پن کرنے لگتا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ مجھے کسی بات کی کمی نہیں۔

شہر بانو خانم۔ (تمسخرانہ انداز سے) تم نے دیکھا کہ کن کن فقیروں نے چوری کی اور راہ ماری۔ ذرا اپنی عقل پر نہ اتراو۔ جاؤ اپنا کام کرو! تم بالکل راستہ سے ہٹ گئے ہو۔

(شہباز سر جھکائے چلا جاتا ہے) شاید حاتم خاں آقا اور شہر بانو خانم مر گئے ہیں کہ فرنگی موا شہباز کو بہکا کر پیرس لے جائے۔ بیٹی شرف نساء میں بھول گئی ذرا ادھر سے کہو دیکھوں کہ وہ ٹکڑ گدا فرنگی شہباز کو کن کن باتوں سے بہکا کر پیرس لے جا رہا ہے۔

شرف نساء خانم۔ میں کیا جانوں، کیا کہا ہے۔ یہی کہا ہے کہ پیرس میں کنواری لڑکیاں اور جوان جوان خوبصورت عورتیں مردوں کی محفل میں کھلے منہ جاتی ہیں۔

شہربانو خانم۔ اور کیا کہا ہے؟

شرف نساء۔ میں کیا جانوں، اور یہ کہا ہے کہ کنوارے لڑکے، کنواری لڑکیاں اور جوان جوان عورتوں کے ساتھ ایک ہی جگہ کھیلتے اور ہنستے بولتے ہیں۔

شہربانو خانم۔ (ناراض ہو کر) اونھ، یہ تو وہی پہلی باتیں ہیں، ان کے سوا اور کیا کہا ہے؟

شرف نساء خانم۔ اور بہت سی باتیں تھیں وہ مجھے یاد نہیں رہیا، بس یہی ایک یاد رہ گئی تھی، اور میں کیا جانوں۔

شہربانو خانم۔ (غصہ کے لہجے میں) اللہ اکبر! بیٹی، آخر میں حاتم خاں آقا سے یہ کیسے کہوں کہ آپ کا بھتیجا شہباز بیگ قراباغ میں ہی بیٹھے بیٹھے پیرس کی لڑکیوں پر عاشق ہو گیا ہے اور موسیو ژوردان کے ساتھ جا رہا ہے۔ اور سولہ سالہ لڑکی شرف نساء خانم یہیں سے بیٹھی ہوئی پیرس کی کنواری اور جوان عورتوں پر حسد کر رہی ہے۔ ابھی تو نہ کوئی گیا اور نہ آیا۔ تم اپنی آنکھوں سے آنسوؤں کو مثل سیل کے بہاتی ہوئی سوگ لیے بیٹھی ہو۔

شرف نساء خانم۔ (اپنی جگہ سے اٹھ کر) ہائے خدا! میرے سر پر خاک، یہ عورت کیسی باتیں کر رہی ہے، زمین میرے پاؤں تلے سے نکل گئی، میں اٹھ کر بھاگ جاؤنگی (وہ جلد کمرہ سے نکل کر چلی جاتی ہے)

شہربانو خانم ۔ (چھوٹی لڑکی کی جانب دیکھ کر) گلچہرہ، تیرے ابا گھر کے پچھواڑے چرواہوں سے باتیں کر رہے ہیں۔ جا، اور کہہ کہ وہ جلد یہاں آئیں۔ کام ضروری ہے (گل چہرہ دوڑتی ہے) یہ فرنگی کتنے ناشکرے اور نمک حرام ہوتے ہیں، نیکی کو تو سمجھتے ہی نہیں۔ میں بے وقوف ہوں کہ موسیو ژوردان کو دوپہر کے کھانے پر مکھن چاہیے، بالائی چاہیے، شام کے کھانے پر پلاو ہونا چاہیے (اس خیال سے) کہ کہیں وہ اپنے ملک جانے کے بعد یہ نہ کہے کہ قراباغ کے قبائل کی عورتیں پھوہڑ ہوتی ہیں۔ مہمان کی تواضع نہیں کر سکتیں۔ اچھا لو اس کے بعد بھی لوگوں کے ساتھ اور بھلائی کرو، میری تو نیکیاں سب برباد گئیں۔

حاتم خاں آقا ۔ کیا ہے خانم خیر تو ہے، مجھے اتنا جلد کیوں بلوایا۔

شہربانو خانم ۔ (تیوری چڑھا کر) اور کیا چاہتے ہو، لو دیکھو وہ ننگ گدا جس کو لوگ کھانے اور سونے میں تمھارا مہمان عزیز کہتے ہیں تمھارے بھتیجے کو بہکا کر اپنے ہمراہ پیرس لیے جاتا ہے۔

حاتم خاں آقا ۔ موسیو ژوردان شہباز کو کیوں پیرس لے جائینگے، کون (اس طرح) کہتا تھا؟

شہربانو خانم ۔ میں کہتی ہوں، شہباز نے آپ ہی شرف نساء سے کہا ہے۔

حاتم خاں آقا ۔ (غیر معمولی قہقہہ لگا کر) ہا، ہا، ہا! شہباز بیگ یہ جانتا ہے کہ تمھاری لڑکی کی طبیعت نازک ہے اس لیے اس کے ساتھ اس نے مذاق کیا ہے۔ یقیناً شرف نساء بھی انہی باتوں سے پریشان

ہے۔ ہاہاہا! تم دونوں ماں بیٹیوں میں رتی برابر بھی عقل نہیں، ہر فضول سی بات پر ناحق آپے سے باہر ہو جاتی ہو۔

شہر بانو خانم۔ (چلاکر) تم ہمیشہ ہر بات کو معمولی سمجھتے ہو، لڑکا ناسمجھ ہے۔ شاید اس فرنگی نے کچھ باتیں بنا کے اس کو بہکا دیا ہے خون خرابہ تو نہ ہوگا، آخر مرد ہو، تم ابھی دونوں کو بلا کر پوچھ لو، اور معلوم کر لو کہ بات کیا ہے۔

حاتم خاں آقا۔ بہت اچھا، خانم، بہت اچھا، خدا کے لیے چلاؤ نہیں، میں ابھی بلاتا ہوں یا میں خود جا کر تحقیق کرونگا، تم اپنا دل نہ کڑھاؤ۔

پردہ گرتا ہے

دوسری مجلس

اسی روز پہلے کمرے ہی میں مقرر ہوتی ہے۔ کمرہ میں کمبل اور ایک پاکیزہ قالین کا فرش ہے۔ ایک طرف آٹے کی بوریاں لگی ہیں اور دوسری طرف روغن کے کپے اور اونی فرش رکھا ہوا ہے۔ حاتم خاں آقا کمرے کے صدر میں فرش پر بیٹھا ہے اور اس کی بیوی شہر بانو خانم اس کی دائیں طرف منہ پر نقاب ڈالے اور سر پر سفید چادر اوڑھے ایک زانو بیٹھی ہے۔ حاتم خاں آقا کے مقابل میں اس کا بھتیجا شہباز بیگ خنجر کے دستے پر ٹیکا دیئے منتظر ہے کہ دیکھنا چچا کیا کہتے ہیں۔

اور ایک اونی فرش پر قالین بچھا دیا گیا ہے۔ یہ شہباز بیگ کی دائیں طرف ہے۔ موسیو ژوردان یورپی لباس پہنے ہوئے پاؤں پر پاؤں رکھے ننگے سر ہاتھ میں سیگار جلاتے ہوئے دم لگا رہے ہیں حاتم خاں آقا کی بڑی لڑکی شرف نساء ان سے پہلے ہی اکیلی نرم اونی کمبل کے پیچھے جو سامان کے سامنے پڑا ہوا ہے اس لیے دبکی ہوئی ہے کہ دیکھے یہ لوگ کیا گفتگو کرتے ہیں۔ اس اثنا میں

حاتم خاں آقا۔ (موسیو ژوردان کی طرف رُخ کر کے) حکیم صاحب! میں نے سنا ہے کہ آپ ہمارے شہباز کو یورپ لے جائینگے، یہ کیا بات ہے؟

موسیو ژوردان۔ حاتم خاں آقا! میں خود چاہتا تھا کہ اس بات کا آپ سے ذکر کروں۔ افسوس کا مقام ہے کہ شہباز بیگ سا سمجھدار لکھا پڑھا نوجوان یورپ کی زبان نہ جانے۔ میں نے وعدہ کر لیا ہے کہ اُن کو پیرس لیجاؤں اور یورپی زبان (فرنچ) سکھا کر اُن کو راہ پر لگا دوں چونکہ اس زبان سے انھیں بہت شوق ہے بہت جلد سیکھ لینگے۔ اب بھی بیٹھنے اٹھنے سے اُنھوں نے کچھ الفاظ یاد کر لیے ہیں۔

حاتم خاں آقا۔ (شہباز بیگ کی طرف دیکھ کر) شہباز بیگ! سچ مچ تم پیرس جانا چاہتے ہو۔

شہباز بیگ۔ جی ہاں، چچا جان! آپ کی اجازت سے موسیو ژوردان کے ساتھ جاؤنگا اور گھوم گھام کر واپس ہو جاؤنگا۔

حاتم خاں آقا۔ کس لیے بیٹا!

شہباز بیگ۔ چچا جان یورپ کی زبان (فرنچ) سیکھنے کے لیے۔

حاتم خاں آقا۔ فرنچ زبان تمھارے کس مرض کی دوا ہے! بیٹا، تمھارے لیے عربی، ایرانی، ترکی اور روسی زبانوں کی ضرورت ہے، خدا کا شکر ہے، کہ ان درسگاہوں میں جو سلطنت عالیہ کی سرپرستی میں کھلے ہیں تم نے ان تمام زبانوں کو پڑھا اور سیکھا ہے

شہباز بیگ۔ چچاجان! یورپ کی زبان (فرنچ) کی مجھے بڑی ضرورت ہے گزشتہ سال تفلیس میں نہر کھودنے کی اجازت کے لیے جب آپ نے مجھے بھیجا تھا۔ تو اللہ وردی بیگ کے بیٹے طاہر وردی بیگ کی سماج میں صرف اس وجہ سے زیادہ عزت کی گئی کہ اس نے شہر وارسا میں فرنچ زبان سیکھی تھی حالانکہ وہ سوائے فرنچ اور ترکی کے اور کوئی زبان نہیں جانتا۔

حاتم خاں آقا۔ بیٹا، ابھی تم بچے ہو۔ یہ سب فضول باتیں ہیں انسان کے لیے عقل کی ضرورت ہے۔ زیادہ زبانیں جاننے سے عقل میں اضافہ نہیں ہوتا۔ انسان کو چاہیے کہ وہ جس زبان میں بھی واقفیت رکھتا ہو۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ صاحب فہم اور اہل زمانہ کی رسوم اور عادات سے واقف ہو کر اپنے کام کو ترقی دے۔

شہباز بیگ۔ پیرس والے بھی تو اہل زمانہ میں داخل ہیں۔ آپ ہی کے قول کے مطابق ان کے رسم و رواج کو بھی جاننا ضروری ہے۔

حاتم خاں آقا۔ کیا برائی ہے شوق ہے تو ان کے رسم و رواج کو سیکھ لو!

شہباز بیگ۔ اس صورت میں اگر پیرس نہ جاؤں تو ان کے رسم و رواج کس طرح معلوم کرونگا۔

حاتم خاں آقا۔ یہ تو بہت آسان ہے چنانچہ میں خود قراباغ کے سوا کہیں نہیں گیا۔ صرف موسیوژ وردان سے ملنے اور ان کی باتیں سننے سے ان کے تمام رسم و رواج سے واقف ہو گیا۔

شہباز بیگ۔ چچا جان! میری سمجھ میں نہ آیا کہ آپ نے اہل پیرس کے رسم و رواج کس طرح جان لیے۔

حاتم خاں آقا۔ بیٹا! میں تمھیں اسی ساعت بتائے دیتا ہوں مجھے یقین ہو گیا ہے کہ ہر وہ رسم و رواج جو ہمارے ہاں جاری ہے پیرس والے اس کے برخلاف چلتے ہیں۔ جیسے ہم ہاتھوں میں مہندی لگاتے ہیں یورپ والے نہیں لگاتے۔ ہم سر کے بال ترشواتے ہیں وہ نہیں ترشواتے۔ ہم ٹوپی اوڑھ کر بیٹھتے ہیں وہ ننگے سر۔ ہم جوتی پہنتے ہیں وہ فل بوٹ۔ ہم ہاتھ سے کھانا کھاتے ہیں وہ چمچے سے۔ ہم یہاں کھلم کھلا پیشکش (رشوت) لیتے ہیں وہاں چھپ چھپ کر۔ ہم یہاں ہر چیز پر یقین رکھتے ہیں وہ لوگ کسی چیز کو نہیں مانتے۔ ہماری عورتیں اونچا اونچا لباس پہنتی ہیں وہاں کی عورتیں بہت نیچا۔ ہمارے ہاں زیادہ عورتیں کرنے کی عادت ہے۔ وہاں زیادہ مرد۔

شہباز بیگ۔ چچا جان! میں نے اس بات کو نہیں سمجھا۔

حاتم خاں آقا۔ کیوں نہیں سمجھا، بیٹا بہت سی عورتیں کرنے کا یہ مطلب ہے کہ ایک مرد ایک عورت پر قانع نہیں رہتا اور بہت سے شوہر کرنے کا یہ معنے ہے کہ ایک عورت ایک مرد ہی پر قانع نہیں رہتی۔ پہلی چیز ہمارے ہاں موجود ہے اور دوسری چیز پیرس میں رائج ہے۔

کیوں کہ سرما کی لمبی راتوں میں موسیو ژوردان مجھے کتابوں سے ایسی چیزیں سُنایا کرتے تھے۔ پیرس جانے کی بیجا خواہش سے باز آؤ۔

موسیو ژوردان۔ (تمسخر سے ہنستے ہوے) ہاہاہا حاتم خاں آقا! تعجب ہے کہ تم جیسا جہاں دیدہ منطقی اصول سے آگاہ شخص اس قدر عقل اور فہم کے ہوتے ہوئے اب تک کونسل کے ارکان میں کیوں داخل نہیں ہوا؟ گو آپ کی مدلل تقریر کی میں تردید نہیں کرسکتا مگر آپ اجازت دیں تو چند باتیں میں عرض کرونگا۔

حاتم خاں آقا۔ فرمائیے حکیم صاحب! آپ جو کچھ کہیں مناسب ہے۔

موسیو ژوردان۔ (سنجیدگی سے) حاتم خاں آقا! میرا قصد یہ تھا شہباز کو پیرس لے جاکر پہلے خود اس کی تربیت پر توجہ کروں اور مغربی علوم اور زبان کی حتی المقدور تعلیم دوں، پھر اپنی حکومت سے اس کا تعارف کراکے ان نیکیوں اور تکلیفوں کے بدلے جو یہاں آپ نے میرے لیے برداشت کی ہیں حکومت سے انعام و اکرام دلواکر واپس کروں۔ اس وجہ سے کہ میں اس جامعہ کے علماء اور حکما (پروفیسر اور ماہرین) میں سے ہوں جس کو حکومت کی خاص سرپرستی حاصل ہے اور مقربان خاص اور عمائد سلطنت سے ہوں لیکن آپ کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سفر کے فائدوں کے قائل نہیں ہیں اس لیے میرے لیے ضروری ہوا کہ سفر کے فوائد کو واقعہ کے مطابق

مثال کے ذریعہ آپ پر ظاہر کر دوں۔ مثلاً (جیب میں ہاتھ
ڈالتا ہے اور ایک بیاض نکال کر کھولتا ہے چند بوٹیوں کو
جو ترتیب کے ساتھ رکھی ہوئی تھیں دکھاتا ہے) اگر میں قراباغ
نہ آتا تو کون جانتا تھا کہ قراباغ کے گرمائی مقام میں یہ بوٹیاں
موجود ہیں۔ اس سے پہلے ہمارے طبیب اور حکیم جناب لینہ
تورنفورت اور بار اترام نے یہ خیال کیا تھا کہ یہ بوٹیاں صرف
کوہ ہائے آلپ، امریکہ اور افریقہ سوئزرستان کے پہاڑوں
میں ہوتی ہیں۔ لیکن اب میں آنے کی وجہ سے پیرس کی جامعہ
میں یہ ثابت کروں گا کہ مذکورہ حکما نے سرتاپا غلطی کی ہے، یہ
بوٹیاں تو قراباغ کے پہاڑوں میں بکثرت موجود ہیں۔ اس
بوٹی کی ماہیت دریافت کر کے اس کی خاصیتوں کو ذریعۂ تجربہ
معلوم کروں گا اور اس خصوص میں اطبا کی معلومات کے لیے
ایک نئی تصنیف لکھوں گا جو دنیا میں مشہور ہوگی مثلاً یہ بوٹی
جو آپ دیکھ رہے ہیں، لاتینی زبان میں اس کا نام (ہاتھ
سے اس بوٹی کی جانب اشارہ کر کے) آقا نترس ہے میرے
تجربے کے لحاظ سے دل کے درد کے لیے بہت مفید ہے۔ جناب
لینہ نے اس کو دوسرے درجہ میں فرض کیا ہے اور جناب
تورنفورت چوتھے درجے میں فرض کرتے ہیں۔ لیکن میں اسے
دوم درجہ میں فرض کروں گا۔ اور اس بوٹی کا نام لاتینی میں
سراسترم البینم ہے، آنکھ کے درد کے لیے نہایت نافع ہے۔
جناب لینہ اس کو ساتویں درجہ میں فرض کرتے ہیں اور جناب تورنفورت

اس کا چھٹا درجہ مانتے ہیں، لیکن میں اسے دسویں درجے
میں مانونگا۔ اس بوٹی کا نام لاتینی میں کاملینا آفریکینا ہے۔
دانتوں کے درد کے علاج کے لیے مخصوص ہے جناب لینہ
پانچویں درجے اور جناب تورنفورت تیسرے درجے میں
اسے مانتے ہیں۔ لیکن میں اس کا آٹھواں درجہ فرض کرونگا۔
اس بوٹی کا نام لاتینی میں قوم براتوم ہے۔ اس زمانے تک
بھی یورپ میں کبھی مشہور نہ تھی اسے امریکہ کی بوٹی سمجھتے رہے
اب میں اس سے بہت مسرور ہوں کہ اس کو میں نے قراباغ
کی پہاڑیوں میں ڈھونڈھ نکالا ہے جو سردی کھائے ہوئے
(مفلوج) مریض کے لیے نہایت مفید ہے۔ جناب لینہ نے
اس کو چھٹے درجے میں اور جناب تورنفورت نے پانچویں
درجے میں مانا ہے۔ لیکن میں چوتھے میں مانونگا۔ جن جن
جڑی بوٹیوں کی ماہیتوں اور خواص کو میں نے دریافت کیا
ہے اسی ترتیب کے ساتھ لکھ کر دنیا کو آگاہ کرونگا۔ اس سے
میری شہرت اور عزت جناب لینہ کے حامی جارج فلیفورڈ
سے نہایت بڑھی چڑھی ہوجائیگی۔ میں علوم کی نمایاں خدمات انجام
دونگا۔ جرمنی کے علما اور اطبا کے گروہ کی اس خدمت سے جو اپنے
وطن میں رہ کر آلو کی بیماری کے اسباب دریافت کرنے میں
صرف کی ہے اعلیٰ وارفع ہوگی۔

حاتم خاں آقا۔ حکیم صاحب! آپ نے کیا کہا؟ میں کچھ نہیں سمجھا۔
فلیفورد کون ہے، لینہ کون شخص ہے اور تورنفورت کون آدمی

ہے؟ کیوں انھوں نے اتنی زحمت برداشت کر کے بوٹیوں کا درجہ مقرر کیا؟ جرمنی کیا ہے؟ قار توقل (آلو) کون تھا کیوں مریض بنا اور وہ کون بزرگ گزرا ہے کہ وطن اس درجہ اس کے مزاج کے اعتدال (تندرستی) اور اس کی درازی عمر کا طالب ہے۔ (حاضرین نے کچھ سکوت اختیار کیا اور موسیو ژوردان ہنس پڑے) حکیم صاحب! گویا شہباز کو بھی لے جاکر اس معمہ کو سکھا دینا چاہتے ہیں۔

موسیو ژوردان ۔ حاتم خاں آقا! معاف کیجیے، آپ نے سچ فرمایا۔ اب میں سمجھ گیا کہ آپ کے سمجھنے کے لیے کس قسم کی مثال پیش کرنی چاہیے اچھا سنیے آج سے ایک ماہ پہلے قراباغ کے کسی دور دراز مقام سے ایک خوش قسمت آدمی جس کا نام میں بھول رہا ہوں گیلانی گھوڑے پر سوار ہو آپ کے یہاں آکر مہمان ہوا۔ اگر وہ قراباغ نہ آتا تو اسے اتنی دولت کہاں سے ہاتھ لگتی۔

حاتم خاں آقا۔ حکیم صاحب! دیکھیے تو یہ بات کس قدر صاف ہے؟ آپ سچ فرماتے ہیں اگر وہ قراباغ نہ آتا کبھی اسے یہ دولت حاصل نہ ہوتی۔

شہباز بیگ ۔ چچا جان! میں آپ کے قربان، جس طرح آپ دونوں نے سفر کے فائدہ کو تسلیم کیا ہے اگر آپ میری خوش نصیبی چاہتے ہیں تو مجھے اجازت دیجیے کہ میں موسیو ژوردان کے ہمراہ جاؤں پھر کبھی ایسا موقع ہاتھ نہ آئیگا۔

حاتم خاں آقا۔ (کسی قدر سوچ کر) شہباز کب تک پیرس جاکر لوٹ سکیگا۔ حکیم صاحب!

موسیو ژوردان۔ اس کے جاکر واپس ہونے میں ایک سال سے زیادہ وقت نہ لگیگا۔ جب اس کے جانے سے یہ فائدہ مقصود ہے کہ فرنچ زبان اچھی طرح سیکھ لے۔ پوری مہارت حاصل کرنے کے لیے کم سے کم ایک سال کی مدّت درکار ہے۔

حاتم خاں آقا۔ (بیوی کی طرف دیکھ کر) خانم! اور ہم کیا کریں؟ پلک مارتے سال گزر جاتا ہے، جوان آدمی ہے اس کا دل چاہتا ہے کہ پیرس جاکر دیکھے۔ حکیم صاحب بہت لائق آدمی ہیں، ان کی موجودگی میں کچھ سیکھ لیگا اچھے بُرے کو دیکھیگا۔ حکومت سے عطیہ حاصل کریگا۔ شروع سال ہی میں قراباغ میں آجائیگا۔ ہم بھی اس کی شادی کے اہتمام میں لگے رہینگے جس وقت وہ آئیگا کردینگے۔

شہربانو خانم۔ (چیختی چلاتی ہوئی اپنی جگہ سے اٹھتی ہے) مردوے! تیرا خیال کہاں ہے؟ کہتا کیا ہے؟ نہ اس کا مجھے پیرس جانا منظور ہے نہ تعلیم حاصل کرنا اور نہ یورپی حکومت سے انعام لینا۔ یہ سب بہانے ہیں شہباز چاہتا ہے کہ پیرس جاکر کنواری لڑکیوں اور جوان جوان عورتوں کے ساتھ جو مردانہ محفلوں میں بے پردہ پھرتی ہیں عیش منائے، ہنسے بولے اور بس۔

حاتم خاں آقا۔ (جھلّا کر) خانم! خدا کے لیے فریاد نہ کرو، چپ بھی رہو اس کے سوا اور کیا کریں، اگر تم سے ہوسکے تو نہ جانے دو اگر ہوا کو پنجرہ میں بند کرسکیں اور اس پرندہ کو جو آسمان پر اڑ رہا ہے اُڑنے سے روک سکیں شہباز کو بھی روکا جاسکتا اور اس کی بزور نگرانی کی جاسکتی ہے اگر میں اجازت نہ دوں تو گھوڑے کی پیٹھ پر

سوار ہو کر وہ خود کو دریائے ارس کے پار پہنچا دیگا۔ پھر میں اس کو کہاں ڈھونڈتا پھروں شاید تم اسے نہیں جانتیں کہ وہ کتنا ضدّی ہے۔

شہر بانو خانم۔ (اور زور سے چلا کر) میں بھی اس سے زیادہ ضدی ہوں نہ جانے دونگی۔ اگر شہباز کو میں نے پیرس جانے دیا تو یہ میرا ڈوپٹہ رنڈیوں کا ڈوپٹہ ہوگا (اپنا ہاتھ چادر کی طرف بڑھاتی ہے)۔

شہباز بیگ۔ (دلی اطمینان کے ساتھ ہنستے ہوئے) اللہ اکبر! اچھی جان! نہ معلوم آپ مجھے کن کن چوکیداروں کے پہرے میں دینگی۔

شہر بانو خانم۔ (بیچ کر) میاں تم دیکھ لینا میں تمھیں پہرے میں دے سکتی ہوں یا نہیں۔ اگر میں نہ دے سکوں تو تم سے اس وقت جو کچھ ہو سکے کرنا۔

حاتم خاں آقا۔ غلطی کرنا عورتوں کا کام ہے۔

(موسیو ژوردان دنگ رہ جاتے ہیں اور شہباز بیگ ناراض ہو کر چپ رہ جاتا ہے۔)

تیسری مجلس

(تیسری مجلس بھی پھر وہیں ہوتی ہے۔ شہر بانو خانم گھر میں موجود ہے شرف نساء خانم بھی ایک کونے میں بیٹھی کنگھے سے اون صاف کر رہی ہے اس اثنا میں دروازہ کھلتا ہے اور شرف نساء خانم کی دایہ خان پری اندر آتی ہے)

خان پری۔ السلام علیک۔

شہر بانو خانم ۔ وعلیک السلام ۔ خان پری! تو نے کچھ سمجھا، کیا ہوا؟ (شرف نساء خانم کان لگاتی ہے) بات ایسی ہے کہ شہباز پیرس جا رہا ہے۔ اب میں نے تجھے اس لیے بلایا ہے کہ اگر تو کوئی تدبیر کر سکتی ہے تو کر۔ تو آپ جانتی ہے حاتم خاں آقا تو منہ دیکھا آدمی ہے پہلے تو اس نے خوب باتیں کیں مگر پھر سٹ پٹا گیا۔ اور موسیو ژوردان اور شہباز کی بعض بے سر و پا باتوں سے دھوکا کھا گیا۔ لیکن میں یا تو مر جاؤنگی یا شہباز کو پیرس نہ جانے دونگی۔ سچ تو یہ ہے کہ شرف نساء کی آنکھ کے آنسو میں نہیں دیکھ سکتی خدا کو بھی کبھی یہ بات گوارا نہ ہوگی ؟ شہباز تو پیرس جا کر مزے اُڑائے اور میری پندرہ برس کی پھول سے رخسار والی لڑکی آہیں کرے اور آنکھ سے خون کے آنسو بہائے۔ ابریشم کی طرح زرد اور تاگے کی طرح باریک ہو جائے۔

خان پری ۔ خانم! اس کی وہی تدبیر ہے جو میں نے اس وقت کہی تھی۔ کیا ضرور ہے کہ تم حاتم خاں آقا یا کسی دوسرے شخص کا احسان لو؟ تم کسی پڑوسی کو بھیج کر موضع آغچہ بدیع سے درویش مست علی شاہ کو جو تاتاری قبیلہ سے ہے بلوالیں جس طرح تمھارا دلی منشا ہے وہ اس کے موافق کام کر دیگا۔ میں نے اس کے جادو میں وہ اثر دیکھا ہے اگر وہ چاہے تو گھڑی بھر میں مجھ کو اپنے بوڑھے شوہر سے چھڑا دے۔

شہر بانو خانم ۔ خان پری! میں نے بھی اس کے جادو کا زور تو سنا ہے لیکن یہ کام بہت مشکل کام ہے (اسی وجہ سے) مجھ کو شک ہو رہا

ہے، اچھا اس کے کیے ہوئے کاموں میں سے جو تمھیں معلوم ہو کہو تو
کہ میں مطمئن اور آمادہ ہو جاؤں۔
خان پری۔ خانم! کیا اس نے آغچہ بدیع کے چودھری کریم کی بیوی سلطانی ناز
کو طلاق دلوا کر اس کے عاشق کے حوالہ نہیں کر دیا، اور موسے صفدر علی
مغانی کی بیٹی کو اس نے اس کے آشنا کے پاس نہیں پہنچا دیا؟ اس کے
باپ کو لڑکی دینے کے لیے راضی نہ ہوتا تھا جادو کے ذریعہ نہیں مار ڈالا۔
اور کربلائی قنبر جوّادلو کی لڑکی شاہ صنم کے شوہر کو اس غرض سے
کہ وہ دوسری عورت نہ کرے ایک سال کے رستہ نہیں پلٹا لیا؟ کوئی
چیز اس کے قابو سے باہر نہیں۔
شہربانو خانم۔ میری آنکھوں کی نور خان پری! اچھا تو بہت جلد اپنے
لڑکے علی مردان کو بھیج دو کہ وہ آغچہ بدیع سے مست علی شاہ کو
لے آئے اور یہ کہہ دو کہ خانم تمھیں بلاتی ہیں، وہ جو چاہے وعدہ کر لو
غرض یہ کہ سرِ شام چراغ جلتے مست علی شاہ ہمارے گھر میں پہنچ جائے
خان پری۔ بہت اچھا خانم! ابھی روانہ کرتی ہوں۔ لیکن مست علی شاہ
کو حاتم خاں آقا اور شہباز بیگ سے چھُپ کر یہاں آنا پڑیگا۔ خدا
نہ کرے اگر شہباز نے ان کو یہاں دیکھ لیا تو اس کو بھی قتل کر دیگا اور
مجھے بھی زندہ نہیں چھوڑیگا۔
شہربانو خانم۔ اس میں شبہ نہیں، میں ابھی جاتی ہوں دونوں کو گھڑسال
کی جانچ اپرتال کے لیے روانہ کرتی ہوں اور جتا دونگی کہ آنے کے بعد
شرف نساء کے کمرہ میں سو جائیں کیونکہ آج رات میں یہاں پانی گرم
کر کے شرف نساء کو نہلاؤنگی۔ تو اُٹھ اور جا! اپنے لڑکے کو درویش کے

بلانے کے لیے روانہ کر دے! (پھر وہ دونوں چلی جاتی ہیں)

شرف نساء بیگم ۔ (اکیلی کھڑی ہو کر) اُفوہ! خدا کا شکر ہے، میرے دل نے کچھ قرار پکڑا ۔ وہ ملک تباہ ہو جائے جہاں جادو اور جادوگر نہ ہوں اگر وہ درویش جیسے میری دایہ نے بتایا نہ ہوتا تو بے شک موسیو ژوردان شہباز کو لے جاتا اور مجھ پر دنیا کو تاریک کر دیتا ۔ (اتنے میں دروازہ کھلتا ہے اور شہباز بیگ اندر آجاتا ہے)

شہباز بیگ ۔ شرف نساء تمھاری بلا میرے سر، تم نے سمجھا، چچی جان نے آج کیا کیا؟ موسیو ژوردان کے روبرو چیخیں اور مجھے بھی دھمکایا ۔

شرف نساء ۔ شہباز! تمھیں اپنے کرتوتوں کی کچھ خبر نہیں، چچی جان کا یہ چیخنا تمھاری نظر میں عجیب معلوم ہوتا ہے ۔

شہباز بیگ ۔ پیاری شرف نساء تمھاری بلا میرے سر، میں نے کیا کیا؟

شرف نساء خانم ۔ (جلد جاتی ہے اور اپنے کارگہ کے پیچھے ہاتھ بڑھا کر آدھے آدھے صفحہ کے چند کاغذ کے ٹکڑے نکالتی اور کھولتی ہے) شہباز! پھر ان تصویروں کو میرے لیے کون لایا ہے؟ تم نہیں لائے، تم نے نہیں کہا کہ یہ تصویریں پیرس کی کنواری لڑکیوں اور جوان جوان عورتوں کی ہیں؟ دیکھو، پیرس میں کتنی خوبصورت لڑکیاں ہیں۔ یہ محفلوں وغیرہ میں سب کی سب کنوارے لڑکوں کے ساتھ ایک جگہ اُٹھتی بیٹھتی ہیں ۔ میں نے ابھی تک شرم کے مارے یہ تصویریں تمھاری چچی جان کو نہیں دکھائی ہیں ۔

شہباز بیگ ۔ شرف نساء! کیوں تم بچوں کی سی باتیں کر رہی ہو یہ

تصویریں موسیو ژوردان کی کتاب میں تھیں۔ جب وہ کتابیں کھول کر دیکھ رہے تھے تو ان پر ان کی نظر پڑی، انھوں نے نکال مجھے دیں۔ اور کہا کہ تم لے جاکر اپنی منگیتر کو دکھلاؤ اور کہو کہ پیرس کی کنواری لڑکیاں اور جوان عورتیں اس سال اس طرز کے لباس میں ہیں۔ گزشتہ سال ان کا لباس دوسرے طرز کا تھا۔ آئندہ سال دوسرے طرز کا لباس پہنیں گی۔ پیرس میں ہر سال لباس پہننے کا طریقہ بدل جاتا ہے۔ میں لے آیا اور تمھیں دے دیا، اس سے کیا ہو گیا۔

شرف نساء خانم ۔ ہوا یہی کہ ان لڑکیوں کے عشق میں ہوا میں اُڑ کر تم پیرس پہنچنا چاہتے ہو۔

شہباز بیگ ۔ شرف نساء! یہ کیسی باتیں کر رہی ہو۔ پیرس کی تمام لڑکیاں تیرے ایک بال پر سے قربان ہیں۔ میں جو تم جیسا حسین معشوق رکھتا ہوں۔ جنت کی حوریں بھی میری آنکھوں میں نہیں جچتیں۔ میں یہ تمھارے بغیر ایک دن بھی نہیں رہ سکتا۔

شرف نساء خانم ۔ بس ختم کرو۔ خدا کے لیے یہ چالیں یہاں نہ چلو۔ جو نوجوان یہ کہے کہ میں تمھارے بغیر ایک دن نہیں رہ سکتا، وہ یہاں سے پیرس نہیں جا سکتا۔ تم مجھ کو مطلق نہیں چاہتے۔

شہباز بیگ ۔ (کھڑے ہو کر باہیں گردن میں ڈالتا ہے اور منہ چومتا ہے)
شرف نساء کیا تم حقیقت میں مجھ سے بدگمان ہو گئی ہو۔ ان باتوں کے کہنے سے تو بہتر تھا کہ ایک تیر میرے دل پر چلا دیتیں۔ آخر پوچھ کر تو دیکھو کہ میں کس لیے پیرس جا رہا ہوں۔

شرف نساء خانم ۔ (روتی ہوئی شہباز بیگ کا ہاتھ اپنی گردن سے دور

کرتی ہے) مجھے کیا غرض کہ پوچھوں۔ اس کے سبب کو میں خود بہتر طور پر جانتی ہوں۔ اس کا سبب یہی تو ہے۔ (پھر وہ بسورتی ہوئی تصویروں کو توڑ مروڑ کر پیروں کے نیچے پھینک دیتی ہے)

شہباز بیگ۔ خدا کی قسم اس کا یہ سبب نہیں ہے۔ کیا تم نہیں جانتیں میرے تمام ساتھی نوکر ہو کر بڑے آدمی بن گئے ہیں۔ عزت و حرفت پا کر خوش نصیب ہو گئے ہیں۔ اور اس میں صرف میں ہی بے نام و نشان رہ گیا ہوں۔

شرف النساء خانم۔ اول تمھارا یہ کہنا ہی غلط ہے کہ ہمارے ساتھی ملازمت اور علم کے سبب خوش نصیب ہو گئے ہیں۔ یہ خوش نصیبیاں جو تمھیں نظر آ رہی ہیں انھیں یہ تمام دوسرے طریقوں سے حاصل ہوئی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر نوکری کرنا ہی چاہتے ہو تو جاؤ تفلیس میں کرو۔ اگر چاہتے ہو کہ کسی دوسرے شہر کو جاؤ تو ایسی جگہ جاؤ جہاں کی آمد و رفت پر دسترس حاصل رہے۔ اور خیر و عافیت معلوم ہوتی رہے۔ لیکن پیرس کو نہ ہم میں سے کوئی جاتا ہے اور نہ آتا ہے۔

شہباز بیگ۔ سچ کہتی ہو۔ لیکن آدمی کے ہر کام میں واسطہ وسیلہ کی ضرورت ہے۔ تفلیس یا اور شہروں میں کوئی مجھ کو نہیں جانتا کہ میرا وسیلہ بن کر نوکری دلا دے۔ اور جو میری عزت کا باعث ہو لیکن یہ فرنگی بہت اچھا آدمی ہے۔ اور مجھ کو بہت عزیز رکھتا ہے۔ ہمارے خاندان کو پہچانتا ہے اس شخص کے ساتھ پیرس جانے سے فرانسیسی زبان سیکھنے، اور اس شخص کے حکومت سے تعارف کروانے کے سبب میں مشہور ہو جاؤں گا۔ اور پھر واپس ہونے پر میرے لیے ہر جگہ، ایک مقام ہوگا۔

شرف نساء خانم ۔ یہ تمام باتیں ایک حیلہ اور میرے فریفتہ کرنے کا بہانہ ہیں۔ یہ کیا بات ہے کہ تم جیسا ہنرمند نوجوان تفلیس میں نوکری نہیں پیدا کر سکتا۔

شہباز بیگ ۔ پیرس سے واپس ہو کر پھر تفلیس جا کر ہیں نوکری کرونگا۔

شرف نساء خانم ۔ (تصویروں کو پاؤں تلے مسلتی ہے) پیرس میں تم جیسا نوجوان ان آوارہ عورتوں کے ہاتھوں کیا اپنی جان سلامت رکھ سکتا ہے کہ واپس ہو کر آدمی کی طرح زندگی بسر کرے ۔ تم پیرس کبھی نہیں جا سکتے۔ جس وقت تم جاؤ اس وقت اِترانا۔

(اس اثناء میں حاتم خاں آقا بلند آواز سے شہباز بیگ کو پکارتا ہے ۔ وہ بھی جلد باہر چلا جاتا ہے۔)

چوتھی مجلس

(حاتم خاں آقا کے کمرہ میں مقرر ہوتی ہے ایک طرف شہر بانو خانم اور دوسری طرف شرف لنساء خانم اور ایک کونہ میں اُس کی دایہ خان پری بیٹھی ہیں رات کی دو گھڑیاں گزر چکی ہیں شہر بانو خانم سر کو بلند کرتی ہے اور خان پری سے مخاطب ہو کر ملول لہجہ میں پوچھتی ہے)

شہر بانو خانم ۔خان پری۔لے یہ کیا ہوا۔درویش کیوں نہیں آیا۔

خان پری ۔ خانم۔ جلدی مت کرو۔ اب آتا ہے۔

(یکایک دروازہ کھلتا ہے جادوگر مست علی شاہ تیوری چڑھائے ہوئے

داخل ہوتا ہے)

مست علی شاہ۔ السلام علیکم۔

شہربانو خانم (سر اُٹھا کر) وعلیکم السلام۔ بابا درویش! خوب آئے۔ آئیے بیٹھیے!

مست علی شاہ۔ (بیٹھ کر) خانم۔ مجھ سے آپ کا کیا کام ہے۔ فرمائیے تاکہ دل و جان سے اس کے پورا کرنے کی کوشش کروں۔

شہربانو خانم۔ بابا درویش۔ آپ کو ایک معمولی کام کے لیے تکلیف دی ہے مطلب یہ ہے کہ میرا شہباز بالکل گمراہ ہو چکا ہے۔ ہمارا ایک فرانسیسی مہمان ہے۔ اس کا خیال ہے کہ اس کے ساتھ شہر پیرس کو جائے اور یہ بھول سے رُخسار والی بچّی کو (جو بیٹھی ہے اس کی منگیتر ہے اور بیس روز بعد ہم ان کی شادی رچائینگے یہاں رُوتی بیٹھتی چھوڑ جائے) میں اور حاتم خاں آقا نے بہت کچھ کہا، اور منت سماجت کی لیکن وہ نہیں سنتا۔ آپ کو چاہیے کہ ایسی تدبیر کریں کہ شہباز پیرس نہ جا سکے اور موسیو ژوردان اس کے لے جانے کے خیال سے باز آئے اور پیرس نہ لے جائے۔

مست علی شاہ۔ خانم۔ یہ کوئی آسان یا معمولی کام نہیں بلکہ بہت بڑا اور کٹھن کام ہے۔ اس کام میں تو چاہیے یہ کہ میرا جادو موسیو ژوردان پر اثر کرے یا خود شہر پیرس پر۔

شہربانو خانم۔ بابا درویش۔ میں نہیں سمجھی کہ جادو کس طور پر موسیو ژوردان یا پیرس پر اثر انداز ہوگا۔

مست علی شاہ۔ خانم۔ مثلاً اگر میں شہباز بیگ کو متاثر کرنا چاہوں

تو میرے لیے ضروری ہوگا کہ ایک جن کو اس کے جسم پر مسلّط کردوں تاکہ وہ اس سفر کے خیال کو اس کے دماغ سے نکال دے۔ لیکن ممکن ہے اس کام سے وہ ڈر جائے اس کی عقل میں فتور واقع ہو مریض یا معذور ہو جائے کیونکہ بالکل ناتجربہ کار نوجوان ہے۔

شہربانو خانم۔ آہ! خدارا، بابا درویش ایسی بات زبان سے نہ نکالیے۔ یہ سب اس لیے ہے کہ شہباز بیگ ایک دن کے لیے بھی ہماری نظروں سے اوجھل نہ ہو۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم اس پر راضی ہو جائیں کہ جن اس کی جان پر مسلّط ہو جائے۔

مست علی شاہ۔ ایسی صورت میں چاہیے کہ دیووں اور بھوتوں کو حکم دوں کہ پیرس کو تباہ و برباد کریں تاکہ شہباز بیگ وہاں جانے کے ارادہ سے باز آئے یا مریخ کو حکم دوں کہ موسیو ژوردان کو قتل کردے اور کوئی شخص شہباز بیگ کو نہ لے جا سکے۔ اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں۔

شہربانو خانم۔ بابا درویش۔ یہ کس طرح ممکن ہے۔ کیا آپ اس کام کو بھی کر سکتے ہیں؟

مست علی شاہ۔ واہ خانم۔ یہ میرا کام ہے۔ اور اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ شاید آپ نے نہیں سنا کہ میں نے چند شیاطین کو حکم دے رکھا ہے کہ شیشہ کے قلعہ میں ہمیشہ نقلی اور اصلی مُلّاؤں کے درمیان فتنہ و فساد برپا کرتے رہیں اور کبھی آرام سے نہ رہنے دیں۔ یہ اس لیے کہ اُنھوں نے منبر پر چڑھ کر علانیہ لوگوں کو نصیحت کی تھی کہ جادوگر اور ساحر کو نہ ماننا۔ کیا میں وہ نہیں ہوں کہ کیلجان نامی

جن کو شیطنت اور ایزار رسانی میں یگانہ روز گار ہے علی قلی کے بیٹے آقا قلی کے بدن سے اتار کر سالیان کے باشندوں کی جان پر مسلّط کردیا تھا۔ اس کے خوف سے رات دن وہ اپنے گھر میں آرام سے سو تک نہیں سکتے۔ ابھی تو میں نے سالیان والوں سے کم بدلہ لیا ہے اس لیے کہ اُنھوں نے گزشتہ سال مجھ کو سالیان میں نہ آنے دیا اور بھگا دیا کہ یہاں مومنوں کے گھر ہیں۔ تم درویش اور جادوگر ہو۔ یہاں قدم نہ رکھو۔ کون کون سے کاموں کو گناؤں۔ یہ تو ان عملیات (جادو) کے اثر ہیں جو حال حال ہی میں میں نے کیے ہیں۔ گیارہ سال قبل اِسی دریائے ارس کے کنارے پر آیا تھا اور نخچوان اور شرور سے ہوتا ہوا ایروان جانا چاہتا تھا۔ دونوں مقامات کے لوگوں نے روکا اور مزاحمت کی کہ میرے پاس پاسپورٹ نہیں تھا۔ ہم اس کی اجازت نہ دینگے کہ اس سرزمین سے گزرے۔ اجنبی اور پاسپورٹ نہ رکھنے ولے کو راستہ دینے اور اُدھر سے گزرنے دینے کی قانوناً ممانعت ہے۔ مگر یہ رشوت خوار محافظ رات دن جن لوگوں کو اس کی سرزمین میں یورپ کا مال لانے کی سخت ممانعت ہے خود ہی رہبر بن کر اِدھر اُدھر چھوڑ دیتے ہیں۔ ہر چند میں نے واسطے دیے لیکن میری ایک نہ سُنی میں نے اپنی پوری کوشش کی لیکن کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ معاً میں نے غضبناک ہوکر جنوں اور شیطانوں کو حکم دے دیا۔ اُنھوں نے نخچوان اور شرور کے مکانوں کو بنیاد سے اُکھیڑ کر زمین کے برابر کردیا اور اس کے دھماکے سے کوہ آغری کا ایک پہلو اُکھڑ گیا۔ اور گرتے گرتے موضع

آگور کو بھی لے بیٹھا۔ اور وہاں کے غریب ارمنی بھی بڑے ہمسایوں کی وجہ تباہ و برباد ہوگئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوہ آغری سے کہہ دوں کہ اپنی جگہ سے اکھڑ جا تو کیا نہیں اکھڑیگا؟ اگر دریائے ارس سے کہہ دوں کہ ٹھہر تو کیا وہ بہ سکتا ہے۔

شہربانو خانم۔ (تعجب سے ہاتھ منہ پر رکھ کر) اے خدا رحم کر!

مست علی شاہ۔ خانم ٹھہرنے کا موقع نہیں ہے، رات گزر رہی ہے۔ اب یہ فرمائیے کہ موسیو ژوردان کب جائیگا۔

شہربانو خانم۔ دس دن بعد۔

مست علی شاہ۔ بہت اچھا خانم! میں ابھی آپ کے روبرو پیرس کا خاکہ ڈال کر اسے درہم برہم کیے دیتا ہوں۔ دیووں اور شیطانوں کو حکم دیتا ہوں کہ وہ اسی دم پیرس کو برباد کردیں اور دس ہی روز میں موسیو ژوردان کو یہ خبر پہنچا دیں۔ تاکہ شہبانز کے لے جانے سے قاصر رہے۔ یا یہ کہ کسی چھوٹے بڑے (پتلے) کو اپنے روبرو مقید کرکے اس کا نام موسیو ژوردان رکھ کر اسی ساعت اس کی گردن ماردوں اور ستارۂ مریخ کو حکم دوں کہ وہ بھی اسی طرح دس دن کے اندر اندر بلاتامل موسیو ژوردان کی گردان ماردے کہ شہباز بیگ اس کے پنجے سے چھوٹ جائے۔ اب فرمائیے کہ آپ پیرس کی تباہی چاہتے ہیں یا موسیو ژوردان کی گردن مارا جانا!

خان پری۔ (دونوں ہاتھوں کو ملا کر ہتیھلیاں رگڑتے ہوئے) دونوں کو، بابا درویش کیا ہم فرنگیوں پر رحم کرینگے۔

شہربانو خانم۔ اف ری عورت! شاید تیرا دل پتھر کا ہے۔ بیچارے

پیرس والوں نے ہمارا کیا بگاڑا ہے جو ہم ان کے گھروں اور عمارتوں کو ان کے سر پر ڈھا دیں۔ اور ہزاروں نفوس کے قتل کا باعث بنیں۔ ہمیں تو سوائے اس نمک حرام موسیو ژوردان کے اور کسی نے اس خرخشہ میں نہیں ڈالا (مست علی شاہ کی طرف متوجہ ہوکر) بابا درویش! آپ جو مناسب سمجھیں کریں۔ یہاں مرغ کی گردن ماریں مریخ ستارے کو حکم دیں کہ اسی طرح دریائے ارس سے پار ہونے کے بعد موسیو ژوردان کی گردن اڑا دے۔ شہباز تنہا رہ جائے۔ اور پھر دریائے ارس کے اُس پار سے لوٹ کر یہاں آجائے۔ ہزاروں آدمی کے قتل کیے جانے سے ایک خطاوار آدمی کا مر جانا بہتر ہے۔

شرف النساء خانم۔ اماں جان! اس طرح نہ کہو! موسیو ژوردان بیچارہ بہت اچھا آدمی ہے اس گرمائی مقام میں روزانہ عجیب عجیب پھولوں اور کلیوں کے گلدستہ بنا کر شہباز بیگ کے ذریعہ میرے پاس بھیجتا رہا کہ لے جاؤ اور اپنی منگیتر کو دو! وہ دیکھیگی۔ کئی سال سے وہ ان گرمائی مقاموں میں گھوم رہا ہے، کبھی ایسے پھول اور کلیاں دیکھنے میں آئی ہیں؟ ایک آئینہ اس نے مجھے دیا ہے جس کی پشت پر نئی دنیا کے پھولوں کی تصویریں دی گئی ہیں اور وہ پیرس کے عجائب گھر کی پھلواڑی میں اوگتے ہیں۔ وہ مجھے ہمیشہ اپنی بیٹی کی طرح چاہتا ہے۔ میں اپنے آپ کو قتل کرا دونگی مگر موسیو ژوردان کی گردن مارنے نہ دونگی۔ پیرس تباہ ہوجائے تو ہمیں کیا؟ اگر وہاں لڑکیاں اور عورتیں کھلی منہ نہ پھرتیں تو شہباز

وہاں کبھی نہ جاتا۔ پیرس تباہ ہو جائے اور وہاں کی لڑکیاں اور عورتیں بھی مرجائیں۔

شہربانو خانم۔ خدا کی قسم میں نہیں جانتی کہ کس بات کو منظور کروں لیکن کریں کیا شرف نساء بھی درست کہتی ہے۔ موسیو ژوردان بھی درویش صفت اور اچھا آدمی ہے اس کا قصور اتنا ہی ہے کہ وہ شہباز کو بہکا کر پیرس جانے کا خیال اس کے سر میں ڈال دیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پیرس کے لوگ بُرے ہوتے ہیں حکم خدا سے یہ درویش ہمارے پاس پہنچ گیا ہے تا اس کے جادو کے ذریعہ پیرس کو جڑ سے کھود کر پھینک دے۔ (مست علی شاہ کی جانب متوجہ ہوکر) بابا درویش! اب آپ دیووں اور جنوں کو حکم دیں کہ وہ پیرس کو تباہ و برباد کردیں۔

مست علی شاہ۔ (خان پری کی طرف متوجہ ہوکر) خان پری خالہ! باہر جاکر میرے شاگرد غلام علی سے کہہ دو کہ میری خرجین کو گھوڑے کی پیٹھ پر سے اُتار کر جلد لے آئے۔ (خان پری جلدی اُٹھ کر باہر جاتی ہے)۔ حاتم خاں اور شہباز بیگ اس وقت کہاں ہیں؟

شہربانو خانم۔ گھڑ سال سے آکر وہ کسی کمرہ میں سو گئے ہیں۔

مست علی شاہ۔ خبردار خانم! وہ اور دوسرے سب لوگ اس راز سے اس وقت تک یا اس کے بعد کبھی واقف نہ ہوں ورنہ جادو ہرگز اثر نہ کریگا۔

شہربانو خانم۔ بابا درویش! آپ اس بات سے مطمئن رہیے (اس اثنا میں دروازہ کھلتا ہے اور غلام علی خرجین ہاتھ میں لیے خان پری

کے ساتھ داخل ہوتا ہے)

غلام علی۔ السّلام علیکم!

مست علی شاہ۔ وعلیکم السّلام! خرجین زمین پر رکھ دے! اس کا منہ کھول کر اس کے اندر سے کاغذ کے ٹکڑے جن پر تصویریں کھینچی ہوئی ہیں نکال لے!

غلام علی۔ (درویشانہ رمز کی زبان میں جس کو یہ عورتیں نہ سمجھیں) آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔

مست علی شاہ۔ شہر پیرس کا خاکہ ڈال کر میں دیووں کو حکم دینا چاہتا ہوں کہ پلک مارنے میں اُسے تباہ و برباد کردیں جس طرح میں ابھی اس خانم کے سامنے (خاکے کو) تہ و بالا کرونگا۔

غلام علی۔ (ہنستے ہوئے) کس لیے؟

مست علی شاہ۔ سونے کے نئے سو سکّوں کی خاطر جسے اب میں اس خاتون سے اسی غرض کے لیے لونگا۔

غلام علی۔ (ہنستے ہوئے) خوب! اس خاتون کو یورپ کے پائے تخت اور وہاں کے باشندوں کے ساتھ کیا عداوت ہے؟

مست علی شاہ۔ یہ قصّہ بہت طویل ہے جس کے بیان کا یہ موقع نہیں۔ کاغذ کے ٹکڑوں کو خرجین میں سے نکال!

غلام علی۔ ابھی ابھی، لیکن میری عقل یقین نہیں کرتی کہ یہ دشوار کام انجام پائے۔ نہ معلوم آپ کیا کہہ رہے ہیں یا مذاق کر رہے ہیں کہ پیرس پلک مارنے میں تباہ ہو جائے یہی مطلب ہے کیا؟

مست علی شاہ ۔ (ہنس کر) کس لیے بہی مطلب ہے کیا؟ ابے احمق اب یہ خاتوں سونے کے نئے سوسکے اس غرض کے لیے مجھے دیگی ۔ دس روز کی مہلت ہے کہ میرا جادو اپنا اثر دکھائے ۔ کوئی اور شخص اب اس راز سے واقف نہیں اور نہ آیندہ واقف ہوگا ۔ رقم لینے کے بعد کسی نے میرے ہاتھ پیر تو باندھ ہی نہیں دیلے ۔ کیا میں دس روز میں اپنے آپ کو اس پار (قراباغ کی سرحد سے باہر) نہیں پہنچا سکتا پھر وہاں مجھے کون ڈھونڈیگا ۔ میرے جانے کے بعد کچھ بھی ہو ۔ اور اگر پیرس دس روز میں ویران ہی ہو جائے تو یہ رقم بلا کسی حجت کے ہضم کے چوتھے درجے سے بھی گزر جائیگی ۔ تو کیا جانے؟ شاید اس مدت میں پیرس خود ہی کسی نہ کسی حادثہ کے باعث اجڑ جائے کیا اس قسم کے عجیب وغریب حادثے دنیا میں کم ہوئے ہیں؟

غلام علی ۔ (کاغذ کے ٹکڑوں کو خرجین سے نکال کر ہنستے ہوئے) اس آخری فقرے کو میری عقل نہیں مانتی یہ تو ناقص خیال ہے ۔

مست علی شاہ ۔ (ہنسکر) اچھا، پہلے فقرہ کو تیری عقل مانتی ہے؟ یہ تو ناقص خیال نہیں ۔

غلام علی ۔ (ہنس کر) ہاں، اس میں کیا شک ہے؟

مست علی شاہ ۔ اچھا، اب میرے حواس کو بے تکے سوالوں کے ذریعہ پریشان نہ کر! جا، گھوڑوں کے پاس میرا انتظار کر میں بھی گھڑی بھر کے بعد عمل پورا کر کے آتا ہوں ۔ سوار ہو کر پھر چلینگے ۔ (غلام علی جاتا ہے) ۔

خان پری خالہ! اٹھو! دروازہ کو مضبوط بند کر دو کوئی آنے نہ پائے

(خان پری اٹھ کر دروازہ بند کر دیتی ہے اور بیٹھ جاتی ہے) ۔

(مست علی شاہ آپ ہی آپ اپنی زبان میں) ان عورتوں کا گروہ، نادان اور احمق ہوتا ہے، بغیر سوچے سمجھے یقین کر لیتی ہیں کہ میں قراباغ میں بیٹھکر پلک مارنے میں پیرس کو زیر و زبر کر سکتا ہوں ۔ یا مرامریخ ارس کے اس پار موسیو ژوردان کی گردن چلنے کے وقت مار سکتا ہے ۔

شہربانو خانم - بابا درویش! آپ کس سے بات کر رہے ہیں اور کیا کہہ رہے ہیں؟

مست علی شاہ - خانم! میں منتر پڑھ رہا ہوں کہ ہمارا کام بن جائے ۔ دیو اور جن خبردار ہو جائیں کہ میں کس فکر میں ہوں (پھر اس کے بعد وہ ٹاٹ کو اونچا کر کے پہلے ایک دائرہ کھینچ کر کہتا ہے) یہ پیرس کا دائرہ ہے (پھر کاغذ کے ٹکڑوں کو جوڑ کر دائرہ میں رکھ دوں اور کوٹھڑیوں شکل کی میں گھر بنا کر کہتا ہے) یہ بھی پیرس کے مکانوں اور عمارتوں کے نمونے ہیں (پھر شہربانو خانم کی طرف دیکھ کر کہتا ہے) حکم دوں کہ پیرس کو ویران اور زیر و زبر کر دیں ۔

شہربانو خانم - ہاں ہاں اور کیا کریں؟ خدا اس کے بانی پر آفت لائے کہ ہرے اور سوکھے (نیک و بد) سب جل جائیں ۔ بیچارے پیرس والوں نے تو ہمارا کچھ نہیں بگاڑا تھا ۔ اس کا وبال وہاں کی کنواری لڑکیوں اور جوان عورتوں کی گردن پر ہو کہ وہ محفلوں میں ہمیشہ کنوارے لڑکوں اور جوان جوان مردوں کے ساتھ لیے گوشہ اٹھتی بیٹھتی ہیں ۔ اور بات چیت کر کے انھیں بہکا اور پھسلا لیتی ہیں، بابا درویش آپ اپنے کام میں لگے رہیں ۔

مست علی شاہ۔ خانم! دیوؤں کا محنتانہ اور انعام عطا فرمائیے۔
شہربانو خانم۔ بابا درویش! دیوؤں کے لیے انعام کی کیا ضرورت ہے؟
مست علی شاہ۔ واہ خانم! کیا میرے دیو بیگاری اور بے معاش کے ہیں؟ جو مفت خدمت کریں۔ کیا میں بندہ علی کا وزیر ہوں جو انھیں سوائے گالی گلوج اور ڈرانے دھمکانے کے کچھ نہ دوں۔ خانم! آپ یہ خیال نہ کریں کہ میں اپنے دیوؤں کو سوکھی اور خالی خولی باتوں ہی سے قابو میں رکھتا ہوں بلکہ ایسے کام نکالنے کے لیے جب تک کہ شہاب ثاقب انھیں مارے اور ہلاک کرے مجھے ضیافت کرنے، ان کے ساتھ ہنسنے اور کھیل کھیلنے کی ضرورت ہے۔
شہربانو خانم۔ بابا درویش! شہاب ثاقب کا مارنا اور ہلاک کرنا کیا معنے رکھتا ہے؟ شاید پھر شہاب ثاقب انھیں مار کر ہلاک کردیگا؟
مست علی شاہ۔ (ہنس کر) آپ نے خوب سوچا! دیو اور جن بلا سبب اتنے بے گناہ آدمیوں کی ہلاکت کا باعث ہوتے ہیں اور اتنے خوشنما شہر کو ناحق تباہ کرتے ہیں کیا اس قدر بڑے گناہ کے بدلے ان پر خدا کا قہر نہ ٹوٹیگا؟
شہربانو خانم۔ خوب بابا درویش! جب یہ بات ہے تو پھر کیوں وہ اپنی جان سے نہیں ڈرتے؟ اور کیوں ایسے کاموں میں قدم رکھتے ہیں؟
مست علی شاہ۔ اول تو میرے حکم کی تعمیل ہے، دوسرے احمق ہیں ان کی طبیعت ہی کا یہ تقاضا ہے کہ اگر وہ ایسا نہ کریں تو چین نہ پائیں اگر شیاطین نہ ہوتے تو دنیا میں ہرگز برے کام بھی نہ ہوتے۔ اور

نہ انسان کو کوئی شخص بُرے کاموں کی طرف راغب کرتا۔

شہر بانو خانم۔ بابا درویش! آپ سچ فرماتے ہیں اچھا تو دیووں کو کس قدر انعام دینا چاہیے؟

مست علی شاہ۔ میں زیادہ نہیں مانگتا، جتنا آپ نے وعدہ فرمایا ہے وہی سونے کے سو سکّے۔

شہر بانو خانم۔ یہ تو زیادہ ہیں۔

مست علی شاہ۔ خوب۔ جو شہر لاکھوں تومان قیمت کا ہو، اُسے اُجاڑ دیں۔ اور آپ سونے کے سو سکّے دیں وہ بھی زیادہ ہیں!

شہر بانو خانم۔ (اپنی بیٹی کو دیکھ کر) بیٹی شرف نساء! روپیوں کی صندوقچی یہاں لے آؤ!

(شرف نساء خانم جلدی اُٹھ کر سامان میں سے روپیوں کی صندوقچی اٹھالاتی ہے، شہر بانو خانم صندوقچہ کو کھول کر ایک سو سونے کے نئے سکّے نکالتی ہے اور کہتی ہے؟ بیٹی شرف نساء! تمھاری شادی کے لیے اب روپیہ نہیں رہا)۔

شرف نساء۔ ہوگا، اماں جان! دو ایک سو بھیڑ کے بچّے فروخت کر ڈالینگے پھر اتنی رقم ہو جائیگی۔

شہر بانو خانم۔ بیٹی، سچ کہتی ہے، مال جان کا صدقہ ہے۔ گوش و دماغ سر کی بلا کے لیے سپر ہیں۔ (منہ پھیر کر) لیجیے بابا درویش!

(مست علی شاہ درویش کو اشرفیاں دیتی ہے اور وہ لے کر اپنے سینے کی جیب میں ڈالتا اور اپنی آستینیں چڑھا کر ایک کتاب اپنی خرجین سے نکالتا اور کھول کر ورق الٹتا ہے، اس کے بعض نقش دار

صفحوں کو دیکھ کر اپنا سر اُٹھاتا ہے)
مست علی شاہ - ہاں، عمل پورا ہوگیا۔ شہر پیرس برج عقرب کے نیچے آگیا۔ اس برج کی یہ تاثیر ہے کہ ہرگز بلا اس شہر سے کم نہ ہوگی۔ (پھر اُٹھ کر ایک چھڑی ہاتھ میں لے کر شہر بانو خانم اور اس کی لڑکی کی طرف رُخ کرتا ہے) خانو! ڈرو نہیں، دل کو مطمئن رکھو (پھر پلکوں کو گھما کر ڈراونی شکل بناکر یہ منتر پڑھتا ہے) دغد غہا فتندی تب الکری کرندی تب الکمو کمو ہا بیندی یندی یندی (اپنے دائیں بائیں پھونک کر دیوؤں اور جنوں کو ڈراونی آواز سے نام بنام پکار کر حکم دیتا ہے) اوملیخا! اوبلیخا! اوسلیخا! پیرس کو ابھی جڑ سے اکھاڑ ڈالو اور زمین پر ڈھادو! اسی طرح جیسے میں ان تصویروں کو زیر و زبر کر رہا ہوں۔
(ایک قدم پیچھے ہٹتا ہے اور چھڑی اٹھاکر دائرہ کی طرف رُخ کر کے ان کمروں اور چھوٹے چھوٹے گھروں کی شکلوں کو جنھیں اس نے کاغذ کے ٹکڑوں سے بنایا تھا مارتا ہے اور وہ بکھر جاتی ہیں پھر گھڑی بھر کھڑے ہوکر شہر بانو خانم کی طرف رُخ کرتا ہے) خانم! تمھاری آنکھوں کو سکھ حاصل ہو! پیرس تباہ ہوگیا، اب مجھ سے راضی ہوئیں یا نہیں!
شہر بانو خانم - ہاں بابا درویش! اب میں بہت خوش ہوں مگر پیرس کی بربادی کی خبر موسیو ژوردان کو جلد مل جانا چاہیے۔ تاکہ خود مصیبت میں پھنس کر شہباز بیگ سے دست بردار ہو جائے لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ پیرس سے یہاں تک اس خبر کو اس قدر جلد کون لائیگا؟

مست علی شاہ ۔ (قہقہہ لگاکر) ہاہاہا! خانم، جو شخص پلک مارنے میں
یہیں سے پیرس کو برباد کردے کیا وہ ایک منٹ، ایک گھنٹہ یا
دس روز تک یہاں خبر نہیں پہنچا سکتا۔ آپ بھی کیا خیال کرتی ہیں؟

شہر بانو خانم ۔ بابا درویش! آپ سچ کہتے ہیں، لیکن کیا خوب ہوتا کہ یہ
خبر اسی وقت موسیو ژوردان کو پہنچتی اور وہ ہمارے سر سے ٹلتا!

(اکدم اس اثنا میں گھر کے دروازے کو کوئی اس زور سے کھٹکھٹاتا
ہے کہ گویا وہ توڑ دینا چاہتا ہے۔ دروازے کے پیچھے سے موسیو ژوردان
کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دیتی ہے۔ درویش مست علی شاہ جلد جلد کاغذ
کے ٹکڑے سمیٹ خرجین میں ڈال، کندھے پر رکھ کر پردہ کے پیچھے جو
سامان کے سامنے لٹکا ہوا ہے چھپ جاتا ہے، موسیو ژوردان دروازہ
اس زور سے دھڑام دھڑام پیٹ رہا ہے کہ ٹوٹ ہی رہا ہے۔ حاتم خاں
آقا اور شہباز بیگ کو پکارتا ہے: "دروازہ کھولو" شہر بانو خانم گھبرا کر
اٹھتی ہے اور ڈرتی ڈرتی دروازے کے قریب جاتی ہے اس کی بیٹی
شرف نساء بہت تھرا رہی ہے)

خان پری ۔ (آہستہ آہستہ الگ زانو پیٹ رہی ہے) ہائے اماں،
وائے بابا!

(شہر بانو خانم دروازہ کھولتی ہے)

موسیو ژوردان ۔ (پھولی ہوئی سانس میں) کہاں ہیں حاتم خان آقا؟
کہاں ہیں شہباز بیگ؟

شہر بانو خانم (ڈرتی ڈرتی) دونوں شرف نساء کے کمرہ میں ہیں۔
صبح گھڑسال گھوڑوں کی دیکھ بھال کے لیے گئے تھے۔ بہت تھکے

ہوئے ہیں وہاں پڑے سو رہے ہیں۔

موسیو ژوردان۔ (پھولی ہوئی سانس میں بلند آواز سے) خانم! انہیں اسی وقت بیدار ہو جانا چاہیے۔ میں جا رہا ہوں نہیں ٹھہر سکتا، آہ شہر پیرس! ہائے قصر تولیر! ہائے سلطنت کے خوبصورت پائے تخت! ہے ہے فرانس بدنصیب ہو گیا! ہائے پیرس، ہائے خدا، وائے خدا!

شہر بانو خانم۔ حکیم صاحب! کیا بات ہے؟ کیا ہوا؟

موسیو ژوردان۔ فرانس تباہ ہو گیا، قصر تولیر ڈھے پڑا، پیرس اجڑ گیا، آہ پیرس، آہ تولیر!

شہر بانو خانم۔ اے خدا شکر، اے خدا رحم کر!

موسیو ژوردان۔ سلطنت کا خوبصورت اور پاکیزہ شہر پلک مارنے میں ایسا ویران ہو گیا گویا تھا ہی نہیں۔ عقل کام نہیں کرتی کہ یہ کیا بلا ہے اور یہ کیا جادو ہے؟ بڑا غضب ہوا اے خدا! بڑا غضب!

شہر بانو خانم۔ کیسا جادو، حکیم صاحب! کیا پیرس جادو سے اُجڑ گیا۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

موسیو ژوردان۔ (ڈراؤنی بلند آواز سے) بلاشبہ جادو ہے! ایسی بات ہوئی ہے کہ لوگ حیران رہ جائیں، پلک مارنے میں آہ پیرس اجڑ گیا!

(ان باتوں سے شرف نساء خانم اور لرزنے لگی، اس کی نظر پردہ کی جانب ہے جہاں درویش چھپا ہوا ہے)۔

خان پری۔ (کھُسر پھُسر کرتی ہوئی) ہائے باوا! وائے امان!
(اس اثنا میں اس کھچ پچ کی وجہ حاتم خاں آقا اور شہباز بیگ جس کمرے میں سو رہے تھے جاگ اُٹھے اور گھبراہٹ میں صرف کرتے کے ساتھ موسیو ژوردان کی آواز پر دوڑتے ہیں۔)
موسیو ژوردان۔ (یہاں تک کہ ان کو دیکھ لیا) اخاہ! آپ آگئے، حاتم خاں آقا، شہباز بیگ تمھیں خدا کا واسطہ جلد میرے لیے گھوڑے منگواؤ! مجھے اسی وقت جانا چاہیے۔ دیر نہ ہونی چاہیے۔ آپ لوگ بھی سوار ہو جائیں مجھے دریائے ارس سے پار کرا کر واپس ہو جائیے۔
حاتم خاں آقا۔ (حیرت سے) حکیم صاحب! کیا حادثہ پیش آیا تمہارا اتنا جلد روانہ ہونے کا کیا باعث ہے؟
موسیو ژوردان۔ (اونچی آواز سے) پیرس برباد ہو گیا۔ تولیر ڈھے گیا، فرانس کی سلطنت تہ و بالا ہو گئی، حکومت بدل گئی، ابھی ابھی انگلستان کی کونسل سے جو تبریز میں ہے آپ کے سفیر نے میرے ہاں چٹھی بھیجی ہے وہ اس خبر کی اطلاع کے بعد لکھتا ہے، ڈاک ضروری کاغذات کے ساتھ اب لندن جا رہی ہے، ارس کے کنارے میرا انتظار ہو رہا ہے بارہ گھنٹہ کے اندر مجھے اپنے آپ کو وہاں پہنچا دینا چاہیے۔ اگر دیری کرونگا تو ڈاک چلی جائیگی۔ پھر میں اکیلا اس قدر جلد سلطنت تک اپنے آپ کو نہیں پہنچا سکونگا، لوی فلیپ بھی انگلستان فرار ہو گئے، ہائے خدا!
حاتم خاں آقا۔ (حیرت سے) حکیم صاحب! کس نے برباد کر دیا، کس نے ڈھا دیا؟

موسیو ژور دان۔ (گھبراہٹ میں) شیطانوں نے، جنوں نے، دیووں نے برے اعمال نے کس کس کو ظاہر کروں، حاتم خاں آقا گھوڑا منگوائیے دیر کرنے کا وقت نہیں ہے، ہائے بد نصیب پیرس! ہائے تولیر! ہائے اللہ یہ کیسا غضب ہوا!

(حاتم خاں آقا ان باتوں سے کسی قدر حیرت زدہ تھا لیکن شرف نساء خانم تھر تھر کانپنے لگتی ہے، شہباز بیگ اس کی اس حالت کو دیکھ کر تعجب کرتا ہے اور اس کی طرف منہ کر کے قریب جاتا ہے اور ہنستے ہوئے چپکے سے پوچھتا ہے)۔

شہباز بیگ۔ تم کیوں کانپ رہی ہو، اے فساد کی جڑ! یقیناً پیرس تیرے ہی کہنے کی وجہ سے تباہ ہوا ہے تاکہ میں وہاں نہ جا سکوں۔

شرف نساء خانم۔ (تھراتی ہوئی دھیمی آواز سے اس پردے کی طرف جہاں فقیر چھپا ہوا ہے دیکھ کر) خدا کی قسم، خدا گواہ ہے مجھے ذرہ برابر بھی اس کی خبر نہیں، میرا قصور نہیں۔

شہباز بیگ۔ (ہنس کر) دیکھو دیکھو تم کیسی قسمیں کھا رہی ہو؟ کیسی میٹھی میٹھی باتوں کے ذریعہ اپنے آپ کو الگ کیے لیتی ہو، اچھا تو کیوں تھرا رہی ہو؟ اگر تم جیسی پریزاد پیرس کو تباہ کروا دے تو اس میں کوئی گناہ نہیں۔ (اتنے میں)

شہر بانو خانم۔ (موسیو ژور دان کی طرف دیکھ کر) حکیم صاحب! کیا شہباز بیگ کو بھی لیجاؤ گے؟

موسیو ژور دان۔ خانم تم کیا کہہ رہی ہو، مجھے اپنی ہی خبر نہیں کہ میرا سر کونسی بالین پر ہے، شہباز کو کہاں لے جاؤں گا۔ حاتم خاں آقا!

جلدی کیجیے، سوار ہو کر مجھے رستہ دکھلا دیجیے۔ مجھے صبح ہونے تک دریائے ارس کے کنارہ پہنچنا چاہیے، ہائے کیسا وقت ہے افسوس افسوس!

حاتم خاں آقا۔ شہباز آؤ چلیں دیکھیں ہمیں کیا کرنے کی ضرورت ہے یہ کیا حادثہ رُونما ہوا؟

(دونوں کمرے سے باہر جاتے ہیں، ان کے پیچھے موسیو ژوردان۔ ان کے بعد درویش مست علی شاہ پردے کے پیچھے سے آہستہ نکل خورجین کاندھے پر ڈال عورتوں کی طرف رخ کیے بغیر بھاگ کر ففرسو ہو جاتا ہے۔)

شہر بانو خانم۔ خان پری دیکھا کیا ہوا؟

خان پری۔ خانم! میں نے آپ سے نہیں کہا اس درویش کے ہاتھوں کسی چیز کی خیر نہیں۔ میں تو اب بھی ڈرتی ہوں کہ کہیں پیرس کے اجڑ جانے سے دوسرے شہروں کو بھی دھکا لگ کر برباد نہ ہو جائیں۔ جیسا کہ نخجوان اور شرور کی بربادی ہے جس طرح درویش نے کہا تھا کوہ آغری شق ہو گیا۔

شہر بانو خانم۔ ہاں! اس کے بعد کوئی عجب نہیں، تعجب اس بات کا ہے کہ مردوے ہم سے ہمیشہ کہتے ہیں کہ جادو کو نہ مانو! کیوں کر نہ مانیں، جب کہ آدمی خود اپنی آنکھ سے ایسے کام دیکھ رہا ہے۔

خان پری۔ اونہہ خانم! اگر مرد عقل رکھتے تو کیوں ہم ان کو ہر ہر قدم پر ہزاروں مرتبہ دھوکے اور فریب میں ڈالتے۔ ہم جو چاہیں کر دکھائیں۔

(شرف نساء خانم چپ چاپ ڈری سہمی ہوئی مبہوت رہ جاتی ہے)۔

پردہ گر پڑتا ہے

ملنے کے پتے

۱۔ غلام دستگیر تاجر کتب چارکمان حیدرآباد

۲۔ کتاب محل چارکمان حیدرآباد

۳۔ غلام دستگیر تاجر کتب عابدروڈ حیدرآباد